Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے

سالانہ.................300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرماکر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

◯ اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....اسلام آباد میں آزادی وانقلاب مارچ..........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ:قسط۱۱۹)............حج میں توشہ لینے کا حکم.................// // ۴

درسِ حدیث ....انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (آٹھویں وآخری قسط) // // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

اہلِ جنت کے مشاغلِ عیش وسُرور (جنت کے قرآنی مناظر:۲۴)....................مفتی محمد امجد حسین ۱۴

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے...// // ۱۸

وضو کے مسائل واحکام...مفتی محمد یونس ۲۱

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (قسط۱)...مولانا غلام بلال ۲۶

ماہِ شعبان: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...................مولانا طارق محمود ۳۱

علم کے مینار:...........امام شافعی کی یمن سے بغداد آمد............مولانا محمد ناصر ۳۳

تذکرۂ اولیاء:..............اسلام قبول کرنے کے بعد مشکلات کا سامنا..........// // ۳۷

پیارے بچو! ....پہلا مسلمان بچہ..........................// // ۴۱

بزمِ خواتین ....گھریلو ناچاقی اور اس کے اسباب (قسط۱)..........مولانا طلحہ مدثر ۴۳

آپ کے دینی مسائل کا حل.......عُشر کے نصاب کی تحقیق (قسط۱).........ادارہ ۵۰

کیا آپ جانتے ہیں؟... کیا بنوہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط۴)....مفتی محمد رضوان ۶۳

عبرت کدہ .... حضرت آدم وحوا کو شیطان کا بہکانا........مولانا طارق محمود ۷۹

طب وصحت ....عرق النسا (Sciatica)..............مفتی محمد رضوان ۸۴

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...............مولانا محمد امجد حسین ۸۷

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........حافظ غلام بلال ۹۰

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

اسلام آباد میں آزادی وانقلاب مارچ

آج کل وطنِ عزیز میں انتشار کی فضاء قائم ہے، تحریکِ انصاف کے سربراہ عمران خان اور عوامی تحریک کے سربراہ طاہر القادری نے آزادی اور انقلاب مارچ کے عنوان سے چند لوگوں کو ساتھ لے کر ملک کے کروڑوں عوام اور جمہوریت کو ایک طرح سے یرغمال بنا رکھا ہے۔

اوراس وقت عورتوں اور بچوں کی معصوم جانوں کو ڈھال بنا کر غیر قانونی طریقہ پر ریڈزون میں داخل ہوکر قومی اسمبلی اور دیگر حساس اور ملک کے اہم اداروں کے قریب دھرنا دے رکھا ہے، اور مُٹھی بھر لوگوں سے خوشنما اور مزین نعرے لگوا کر دھونس اور دھمکیوں کے ذریعہ غیر قانونی اور غیر آئینی مطالبات پیش کر رکھے ہیں، جن میں سول نافرمانی کی تحریک اور جمہوریت وحکومت کی بساط لپیٹنے کے مطالبات بھی شامل ہیں۔

اوران سب چیزوں کے نتیجہ میں ایک مرتبہ پھر ملک کی جمہوریت اور عدلیہ کو خطرات لاحق ہیں۔

نتیجہ اس کا کچھ بھی ہو اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے بہترائی کی امید رکھنی اور دعاء کرنی چاہیے، لیکن ملک کی موجودہ صورتِ حال نے ایک مرتبہ پھر یہ تأثر قائم کر دیا ہے کہ ہمارے ملک کی جمہوریت اور عدلیہ کے فیصلوں کے نفاذ میں اب بھی غیر معمولی کمزوری پائی جاتی ہے۔

شاید ایسا ملک اس روئے زمین پر نہ ہو، جس میں کھلے عام جھوٹے الزامات لگائے جائیں، گالی گلوچ کی جائے، عدلیہ اور حکومت کے فیصلے سڑکوں پر غیر اہل وغیر متعلقہ لوگوں کی طرف سے کئے جائیں اور حکومت وعدلیہ کو ایک خاص انتشار کی فضاء پیدا ہو جانے کی وجہ سے خاموش تماشائی بننا پڑے۔

اسی کے ساتھ ہمارے ملک کے میڈیا کا کردار بھی انتہائی مایوس کن دکھائی دیتا ہے، جو کہ جمہوریت، عدلیہ اور آئین کے اصولوں کی حمایت کرنے کے بجائے غیر آئینی اور غیر جمہوری قوتوں کو گدھے گھوڑے برابر کر کے اور صحیح وغلط کی تمیز کئے بغیر حق وناحق کی تبلیغ وتشہیر میں برابر کا شریک ہے، اور غیر آئینی وغیر اخلاقی دعووں اور مطالبات کی براہِ راست کوریج دینے میں مصروفِ عمل ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ وطنِ عزیز میں انتشار پھیلانے والی قوتوں اور سازشوں سے حفاظت فرمائے، آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط۱۱۹، آیت۱۹۷) مفتی محمد رضوان

حج میں توشہ لینے کا حکم

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ. وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰأُولِي الْأَلْبَابِ (سورة البقرة رقم الاية ۱۹۷)

ترجمہ: اور جو کچھ کرو گے تم خیر کا کام، جانتا ہے اس کو اللہ، اور تم توشہ لے لیا کرو، پس بے شک بہترین توشہ تقویٰ ہے، اور تم میرا تقویٰ اختیار کرو، اے عقل والو (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

احرام کے ممنوعات بیان فرمانے کے بعد مذکورہ جملوں میں یہ ہدایت دی گئی کہ حج کے مبارک دنوں اور مقدس جگہوں میں صرف یہی نہیں کہ احرام کے ممنوعات سے بچو بلکہ خیر کے کام مثلاً صدقہ، عبادت وذکر اللہ اور نیک کاموں میں لگے رہو، اور یہ بات یاد رکھو کہ تم جو بھی نیک کام کرو گے وہ اللہ کے علم میں ہے اور اس پر تمہیں اجر وانعام حاصل ہوگا۔

پھر اس کے بعد فرمایا کہ تم سفر کا زادِ راحلہ وتوشہ ساتھ لے لیا کرو، اس میں ان لوگوں کی اصلاح ہے جو حج وعمرہ کے لئے بے سروسامانی کے ساتھ نکل کھڑے ہوں اور دعویٰ یہ کریں کہ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں پھر بعد میں بھیک مانگنا پڑے یا خود بھی تکلیف اٹھائیں اور دوسروں کو بھی پریشان کریں، اُن کی ہدایت کے لئے حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اسباب اور وسائل کو حسبِ حیثیت وحسبِ قدرت اختیار کرو، پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں بغیر زادِ راہ کے خالی ہاتھ حج کو جانا ثواب سمجھتے تھے اور اس کو توکّل کہتے تھے، جس میں ان کی تردید کی گئی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ وَلاَ يَتَزَوَّدُونَ، وَيَقُولُونَ : نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ، فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

(بخاری، رقم الحديث ۱۵۲۳)

Idara Ghufran

ترجمہ: اہلِ یمن جب حج کے لئے آتے تھے، تو وہ (حج کا) زادِ راہ ساتھ نہیں لاتے، اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں، پھر جب وہ مکہ پہنچتے، تو لوگوں سے بھیک مانگتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:

”وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى“

”اور تم توشہ لے لیا کرو، پس بے شک بہترین توشہ تقویٰ ہے“ (بخاری)

اس طرح کی روایت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

چونکہ دنیوی توشہ کا حکم دیا ہے تو ساتھ ہی فرمایا کہ آخرت کے توشہ کی تیاری بھی کرلو یعنی اپنی قبر میں اپنے ساتھ اللہ کا خوف لے کر جاؤ، جیسا کہ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر لباس کا ذکر کرکے ارشاد فرمایا کہ:

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ (سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ ۲۶)

یعنی تقوے کا لباس بہتر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ خشوع خضوع طاعت وتقویٰ کے باطنی لباس سے بھی خالی نہ رہو، بلکہ یہ لباس اس ظاہری لباس سے کہیں زیادہ بہتر اور نفع دینے والا ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ راستہ کا سامان اور اسباب بلکہ کسی بھی چیز کی تدبیر اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں، لیکن اسباب کو ہی سب کچھ سمجھ لینا اور اسی پر بھروسہ رکھنا بھی درست نہیں۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهٗ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرْسِلُ رَاحِلَتِيْ وَأَتَوَكَّلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ قَيِّدْهَا وَتَوَكَّلْ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۶۶۱۶،صحیح

---

[1] عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ :سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ " :كَانَ النَّاسُ يَتَّكِلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الزَّادِ، فَأَمَرَهُمُ اللهُ أَنْ يَتَزَوَّدُوا، فَقَالَ :(وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى)(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحدیث ۲۹۷)

قال الهيثمی:رواه الطبرانی، وفيه أبو سعيد البقال وهو ضعيف(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۰۸۵۴،قوله تعالى :وتزودوا فإن خير الزاد التقوى)

[2] (يا بنی آدم قد أنزلنا عليكم لباسا) أی خلقناه لكم (يواری) يستر (سوآتكم وريشا) وهو ما يتجمل به من الثياب (ولباس التقوى) العمل الصالح والسمت الحسن بالنصب عطف على لباسا والرفع مبتدأ خبره جملة (ذلک خير ذلک من آيات الله) دلائل قدرته (لعلهم يذكرون) فيؤمنون فيه التفات عن الخطاب (تفسير الجلالين، سورة الاعراف، تحت رقم الآية ۲۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ابنِ حبان، رقم الحدیث ۷۳۱،موارد الظمآن الیٰ زوائد ابنِ حبان، رقم الحدیث ۲۵۴۹) [1]

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی سواری کو (باندھے بغیر) چھوڑ دیتا ہوں، اور توکل کرتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو باندھ دیا کرو، اور پھر توکل کیا کرو (حاکم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ، أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ قَالَ : اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۵۱۷) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں (سواری کو) باندھ دیا کروں اور توکل کروں یا (باندھے بغیر) چھوڑ دیا کروں اور توکل کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو باندھ دیا کرو اور توکل کیا کرو (ترمذی)

اور بعض احادیث میں جو توکل اختیار کرنے پر غیب سے رزق حاصل ہونے کا ذکر ہے، اس سے مراد بھی اسی طرح کا اسباب اختیار کرنے کے بعد والا توکل ہے۔

چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۳۴۴،صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۷۳۰،موارد الظمآن الیٰ زوائد ابنِ حبان، رقم الحدیث ۲۵۴۸، باب ما جاء فی التوکل) [3]

---

[1] قال الذهبی فی التلخیص: سنده جید.

[2] قال الترمذی: قَالَ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: قَالَ يَحْيَى: وَهَذَا عِنْدِي حَدِيثٌ مُنْكَرٌ: وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا.

[3] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الوَجْهِ وَأَبُو تَمِيمٍ الجَيْشَانِيُّ اسْمُهُ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكٍ.

وقال شعیب الارنؤوط: إسناده جید (حاشیة ابنِ حبان)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے صبح کو وہ بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ اسباب اختیار کر کے جو اللہ پر توکل رکھا جاتا ہے، اس سے غیبی رزق حاصل ہوتا ہے۔ [1]

پھر آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے عقلمندو مجھ سے ڈرتے رہا کرو، یعنی میرے عذابوں سے، میری پکڑ سے، میری گرفت سے، میری سزاؤں سے ڈرو، اور میرے احکام کی تعمیل کرو، میرے حکم کے خلاف نہ کرو تا کہ نجات پاسکو۔ [2]

---

[1] (لو انكم توكلون) بحذف احدى التائين للتخفيف (على الله تعالى حق توكله) بأن تعلموا يقينا ان لا فاعل الا الله وان كل موجود من خلق ورزق وعطاء ومنع من الله ثم تسعون فى الطلب بوجه جميل وتوكل (لرزقكم كما ترزق الطير) بمثناة فوقية مضمومة أوله بضبط المؤلف (تغدو خماصا) جمع خميص أى جائع (وتروح) ترجع (بطانا) جمع بطين أى شبعان أى تغدو بكرة وهى جياع وتروح عشاء وهى ممتلئة الاجواف فالكسب ليس برازق بل الرازق هو الله فأشار بذلك الى ان التوكل ليس التبطل والتعطل بل لا بد فيه من التوصل بنوع من السبب لان الطير ترزق بالطلب والسعى ولهذا قال أحمد ليس فى الحديث ما يدل على ترك الكسب بل فيه ما يدل على طلب الرزق وانما اراد لو توكلوا على الله فى ذهابهم ومجيئهم وتصرفهم وعلموا ان الخير بيده لم ينصرفوا الا غانمين سالمين كالطير لكن اعتمدوا على قوتهم وكسبهم وذلك ينافى التوكل (حم ت هـ ك عن عمر) بن الخطاب واسناده صحيح(التيسير بشرح الجامع الصغير، ج۲ ص۳۰۶، حرف اللام)

[2] (وما تفعلوا من خير) كصدقة (يعلمه الله) فيجازيكم به ونزل فى أهل اليمن وكانوا يحجون بلا زاد فيكونون كلا على الناس (وتزودوا) ما يبلغكم لسفركم (فإن خير الزاد التقوى) ما يتقى به سؤال الناس وغيره (واتقون يا أولى الألباب) ذوى العقول (تفسير الجلالين،سورة البقرة، تحت رقم الآية ۱۹۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:ارکانِ اسلام　　اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ
کے
فضائل واحکام

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت

زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اور سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام

زکاۃ کے متعلق اہم امور ومسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران　راولپنڈی　پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اور فکرِ ولی اللّٰہی ومولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا

تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔

مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام

مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آرا وتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران　راولپنڈی　پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)　(اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے ”محرم الحرام“ کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اور سہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل ومثبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف

مفتی محمد رضوان

مدیر

ادارہ غفران چاہ سلطان　راولپنڈی　پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنة والجماعة کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اور اس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران　راولپنڈی　پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (آٹھویں وآخری قسط)

کولڈ ڈرنکس، چائے اور کیفین آمیز اشیاء کا شرعی وطبّی حکم

کولڈ ڈرنک، چائے (Tea) کافی (Coffee) اور ایسے قہوے، جن میں کیفین caffeine پائی جاتی ہے، شرعی اعتبار سے ان کا اعتدال کے ساتھ استعمال جائز ہے، اور اعتدال سے آگے بڑھنا یا اسراف سے کام لینا شرعی وطبی اعتبار سے نقصان سے خالی نہیں۔

ان چیزوں کی کثرت اور عادت، طبی اعتبار سے صحت کے لئے مناسب نہیں ہے، کیونکہ ان میں کیفین پائی جاتی ہے، جو اعصاب اور جسم کے فطری اور معتدل نظام میں تحریک پیدا کر کے اس کو تیز کرتی ہے، اور عادت ہو جانے کے بعد ان سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ [1]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورة الاعراف، رقم الآيات، ۳۱)

---

[1] لا يضر شرب القهوة المأخوذة من البن حيث لا سكر فيها مع الإكثار منها، وإن كانت القهوة من أسماء الخمر فالاعتبار بالمسمى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱، ص ۳۴۱، مادة "تسمية")

لم يتكلم على حكم قهوة البن، وقد حرمها بعضهم ولا وجه له كما في تبيين المحارم وفتاوى المصنف وحاشية الأشباه للرملي .وقال شيخ الشارح النجم الغزى فى تاريخه ترجمة أبى بكر بن عبد الله الشاذلى المعروف بالعيدروس :إنه أول من اتخذ القهوة لما مر فى سياحته بشجر البن فاقتات من ثمره، فوجد فيه تجفيفا للدماغ واجتلابا للسهر وتنشيطا للعبادة، فاتخذه قوتا وطعاما وأرشد أتباعه إليه، ثم انتشرت فى البلاد .واختلف العلماء فى أول القرن العاشر، فحرمها جماعة ترجح عند هم أنها مضرة، آخرهم بالشام والد شيخنا العيتاوى والقطب ابن سلطان الحنفى وبمصر أحمد بن أحمد بن عبد الحق السنباطى تبعا لأبيه، والأكثرون إلى أنها مباحة، وانعقد الإجماع بعدهم على ذلك .وأما ما ينضم إليها من المحرمات فلا شبهة فى تحريمه اهـ ملخصا (ردالمحتار، ج۶، ص ۴۶۱، كتاب الاشربة)

تنقسم الأشربة إلى قسمين :الأول :الأشربة الحلال:وهى كل شراب طيب، نافع، لا مضرة فيه ولا إسكار.والأشربة الأصل فيها الحل والإباحة إلا ما ورد الشرع بتحريمه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ نکلو، بے شک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا (سورہ اعراف)

اور قرآن مجید میں ہی ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (سورة المائدة، رقم الآيات ۸۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ حرام کرو، ان پاکیزہ چیزوں کو، جو تمہارے لئے اللہ نے حلال فرمادی ہیں، اور تم حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ، حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (سورہ مائدہ)

اطبائے کرام کا بھی یہی کہنا ہے۔

چنانچہ حکیم محمد سعید صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ:

شراب، افیون، گانجا، چرس، بھنگ وغیرہ، نشے کی چیزیں کہلاتی ہیں، اگرچہ چائے قہوہ اور تمباکو ان جیسے نشہ آور نہیں ہیں، لیکن چوں کہ ان کے استعمال سے بھی آدمی عارضی فائدہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والأشربة الحلال أنواع كثيرة لا يحصيها إلا الذى خلقها، ومنها :المياه .والألبان .والسمن .والزيت .والعسل .والزنجبيل .والنارجيل .والزعفران .والخل. والقهوة. والشاى. والعصير .والنعناع وغيرها من الأشربة التى خلقها الله لمصلحة الإنسان، وأمره بشربها بلا إسراف.

قال الله تعالى :(هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا ثم استوى إلى السماء فسواهن سبع سماوات وهو بكل شىء عليم)وقال الله تعالى :(يابنى آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد وكلوا واشربوا ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين.الثانى :الأشربة المحرمة:وهى كل شراب خبيث، ضار، نجس، مسكر، مهلك، سام.

فكل شراب جمع هذه الأوصاف، أو بعضها، أو أحدها، فهو محرم لا يجوز شربه؛ لما فيه من الضرر على الإنسان.ومن الأشربة المحرمة:الخمور ..والسموم ..والمخدرات ..والحشيش ..والدخان ..والشيشة ..والدم ..وبول الآدمى ..وبول محرم الأكل ..وكل شراب نجس ..وكل ما خالطته نجاسة وغيرها من الأشربة الخبيثة الضارة التى نهى الله عنها.

قال الله تعالى :(الذين يتبعون الرسول النبى الأمى الذى يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة والإنجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث)

وقال الله تعالى :(ياأيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء فى الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون.

وقال الله تعالى :(قل لا أجد فى ما أوحى إلى محرما على طاعم يطعمه إلا أن يكون ميتة أو دما مسفوحا أو لحم خنزير فإنه رجس أو فسقا أهل لغير الله به فمن اضطر غير باغ ولا عاد فإن ربك غفور رحيم (موسوعة الفقه الإسلامى لتويجرى، ج۴، ص ۳۳۹، وص ۳۴۰، الباب الثالث عشر)

Idara Ghufran

محسوس کرکے ان کا عادی ہوجاتا ہے، اور زیادہ سے زیادہ، استعمال کرکے نقصان اٹھاتا ہے، اس لیے ان کو بھی نشہ آور چیزوں میں شمار کیا جاتا ہے (دیہاتی معالج،ص۹۸،مطبوعہ:فضلی بک سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی)

مزید لکھتے ہیں کہ:

شراب، بھنگ وغیرہ کے مانند چائے اور قہوہ نشہ لانے والی چیزیں تو نہیں ہیں، لیکن ان میں ایک خاص بات یہ ہے کہ جب کوئی آدمی دوسروں کی دیکھا دیکھی بار بار پیتا ہے، تو ان کا عادی ضرور ہوجاتا ہے، قہوہ بھی چائے کی طرح پیا جاتا ہے، دیہات کے لوگ ان سے بہت کم واقف ہیں، لیکن شہروں میں آمدورفت ہونے کی وجہ سے، بعض دیہاتی بھی چائے پینے لگے ہیں۔

چائے پینے سے بے شک بدن میں گرمی پیدا ہوتی ہے، تھکن دُور ہوکر، جسم میں چستی وچالاکی اور دماغ میں فرحت محسوس ہونے لگتی ہے، پسینہ اور پیشاب کھل کر آتا ہے، سردی لگ رہی ہو، تو جسم گرم ہوجاتا ہے، خراب آب وہوا کے ضرر سے حفاظت ہوتی ہے، لیکن جب اس کو بار بار عرصے تک بہ کثرت پیا جاتا ہے، تو بدن میں خشکی پیدا ہوجاتی ہے، قبض رہنے لگتا ہے، ہضم بگڑ جاتا ہے، نیند کم ہوجاتی ہے، دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے، پیشاب بار بار آنے لگتا ہے، ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں، اس لیے اس کی عادت ڈالنا ہرگز مناسب نہیں ہے، البتہ اگر سردی اور تھکن کو دُور کرنے کے لیے، کبھی کبھی پیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے (دیہاتی معالج،ص۱۰۱،۱۰۲، مطبوعہ:فضلی بک سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی)

کیفین Caffeine ایک محرّک مادہ ہے، جو دماغ اور اعصاب میں تحریک پیدا کرتا ہے، اور اس کو بھی علت یا عادت ولت والی چیزوں میں شمار کیا جاتا ہے، اور اس کے محرِک اور عادت ولت پڑنے والی چیزوں میں ہونے کی وجہ سے بعض ماہرین نے ایسی اشیاء کو جن میں کیفین کی غیر معمولی مقدار پائی جاتی ہے، منشیات میں شمار کیا ہے کہ اس کے چھوڑنے پر وِدڈرال (withdrawal) ہوتا ہے، لیکن شرعی اعتبار سے یہ حرام چیزوں میں داخل نہیں، تاہم یہ کوئی باقاعدہ غذا نہیں، بلکہ ایک دوا کے درجہ کی چیز ہے، اور دوا کے بارے میں قاعدہ یہی ہے کہ اس کو بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت استعمال کیا جایا کرتا ہے، اور اس کو بلاضرورت یا ضرورت سے زائد اختیار کرنا نقصان سے خالی نہیں ہوتا، جو کہ ایک طرح سے شرعاً اسراف یا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حد سے تجاوز کہلاتا ہے، اور اس کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہیں۔

چائے کی طرح کافی میں بھی کیفین ہوتی ہے، اور کافی انگریزی کا لفظ ہے، انگریزی زبان میں اس کو Coffee اور فرانسیسی زبان میں cafe کہا جاتا ہے، اور اس کو عربی میں ''بُنّ'' کہا جاتا ہے، جس کی جمع ''بنن'' آتی ہے، یہ کافی دراصل قہوہ کی ایک قسم ہے، اسی لئے عربی زبان میں اس کو بعض اوقات قہوہ بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

چائے کے مقابلے میں کافی میں کیفین کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، جس کے نوش کرنے والے کو غیر معمولی تحریک پیدا ہوتی ہے، لہٰذا اس کی کثرت اور عادت بھی مناسب نہیں۔

ماہرین کے مطابق ایک کپ (ایک سو اسی ملی لیٹر) چائے میں کیفین کی مقدار 25 سے 80 ملی گرام تک ہوتی ہے۔

اور ایک کپ (ایک سو اسی ملی لیٹر) کافی میں کیفین کی مقدار 60 سے 140 ملی گرام تک ہوتی ہے۔

اور چائے یا کافی کی مختلف اقسام کی وجہ سے اس میں کیفین کا تناسب کم یا زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح آگ پر پکنے اور نہ پکنے کی وجہ سے بھی تناسب میں فرق پڑ جاتا ہے، چنانچہ آگ پر پکی ہوئی چائے یا کافی میں کیفین کی مقدار اس چائے یا کافی میں کیفین کی مقدار سے زیادہ ہوتی ہے، جو پکائی نہ گئی ہو، بلکہ گرم محلول میں شامل کی گئی ہو، جیسا کہ ساشے میں ہوتا ہے۔

اسی طرح ڈی کیفینیٹڈ کافی (Decaffeinated Coffee) میں کیفین کی مقدار بہت کم ہوتی ہے، چنانچہ اس کافی کے ایک کپ (ایک سو اسی ملی لیٹر) میں کیفین کی مقدار 1 سے 6 ملی گرام تک ہوتی ہے۔

اور ایک کپ (ایک سو اسی ملی لیٹر) کوکا (Cocoa) میں کیفین کی مقدار 10 سے 50 ملی گرام تک ہوتی ہے۔

اور 12 اونس (Ons) کولا ڈرنک (cola drinks) میں کیفین کی مقدار 30 سے 65 ملی گرام تک ہوتی ہے۔

اور بعض دوسری کولڈ ڈرنکس مثلاً پیپسی (Pepsi) اور ڈیو (Dew) وغیرہ میں کیفین کی مقدار اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔

اور 2 اونس (Ons) چاکلیٹ (chocolate) میں کیفین کی مقدار 20 ملی گرام تک ہوتی ہے۔

بعض جڑی بُوٹیوں سے اخذ کردہ چائے اور قہووں میں بھی کیفین ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

اور سبز چائے، جسے انگریزی میں Green tea اور عربی میں ''الشای الاخضر'' کہتے ہیں، اس کی پتی کو دوسری پتیوں (Black Tea,Olang Tea) کی طرح بھونا نہیں جاتا، اس لئے اس کا ہرا پن برقرار رہتا ہے، اور یہ کیفین سے کافی حد تک محفوظ ہوتی ہے، اور یہ ہضم وجذب کے نظام کو تیز کرتی ہے، اور سرطان کے خلیوں کو بڑھنے سے روکتی ہے۔

کئی دوسری چیزوں کے قہووں میں بھی کیفین موجود نہیں ہوتی۔

کیفین کی زیادہ مقدار استعمال کرنے کی وجہ سے بے چینی، اضطراب، بے سکونی، ہیجان، بے خوابی اور دل ومعدے کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

بعض نفسیاتی امراض جیسے شیزوفینیا Schizophrenic اور مینیک ڈپریسو ڈس آرڈر Manic Depressive Disorder میں مبتلا افراد کی بیماریوں میں کیفین کے استعمال سے اضافہ اور بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

کیفین کو جب روزانہ 250 ملی گرام (یعنی روزانہ تقریباً تین کپ یا اس سے زائد چائے وغیرہ) استعمال کی جائے، تو یہ ایک ایسی عادت بن جاتی ہے کہ اس کے چھوڑنے سے وِدڈرال کی علامات ظاہر ہوتی ہیں، مثلاً سر میں درد کا ہونا، چڑچڑاہٹ کا پیدا ہونا، کاہلی اور سستی کا واقع ہونا، اور جی کا متلانا وغیرہ۔

اس لئے عادت ہو جانے کے بعد کیفین والی اشیاء سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے، لہٰذا شروع سے ہی ان چیزوں کی عادت نہ ڈالی جائے، اور ان چیزوں کے بجائے مفید اشیاء اور خاص کر مسنون نبیذ کا ناشتہ اور کھانے وغیرہ کے ساتھ اور دوسرے مواقع پر استعمال کیا جائے، جس میں فائدہ کے ساتھ سنت کا ثواب بھی حاصل ہوگا، جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزرا۔

اور ماہرین کے مطابق کھجور وغیرہ کو پانی میں بھگو کر اس کا پانی یعنی نبیذ پینا جگر کی اصلاح اور طبیعت سے نشہ آور اشیاء کی گرانی دور کرنے کا باعث ہے۔

اس کے علاوہ دیگر مفید اشیاء (مثلاً سیب کے چھلکے، پودینہ، سونف، ادرک وغیرہ) کا قہوہ بھی چائے وغیرہ کی عمدہ متبادل صورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو ملحوظ رکھنے اور سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر:۲۴) مفتی محمد امجد حسین

اہلِ جنت کے مشاغلِ عیش وسُرور

(۱)...... ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ. جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ. وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ. الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ(سورہ فاطر رقم الآیات ۳۲ الیٰ ۳۵)

ترجمہ: پھر ہم نے کتاب (قرآن) کا وارث بنایا ان لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا، پھر بعضے تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں سے متوسط ہیں اور بعضے ان میں وہ ہیں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے، ان کو (وہاں) سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے، اور لباس پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی اور کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا، بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ وہ جس نے اپنے فضل سے ہمیں سدا رہنے کی جگہ میں اتارا جہاں ہمیں نہ کوئی رنج پہنچتا ہے اور نہ کوئی تکلیف۔

امت مسلمہ کی تین طبقوں میں تقسیم

پہلی آیت میں اللہ کی بارگاہ میں امت محمدیہ کے دو اعزاز مذکور ہیں ایک یہ کہ یہ امت اللہ تعالیٰ کی چنی ہوئی اور منتخب شدہ ہے، دوم یہ کہ اللہ نے اپنے نبی پر کتاب اتار کر نبی کے بعد پوری امت کو اس کتاب کا وارث بنا دیا، امت کے بھلے برے، نیک وبد سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے کتاب الٰہی کی میراث عطا فرمائی ہے اور ان کو اپنی کتاب کا وارث بنایا ہے، چنانچہ امت کی درجہ بندی کرکے تمام افراد امت کو تین

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طبقوں میں تقسیم کیا۔

ا۔ظالم لنفسہ، اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے، اس میں ناجائز امور کا ارتکاب کرنے والے، فرض واجب احکام میں کوتاہی وغفلت کرنے والے، کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہونے والے اہل ایمان شامل ہیں۔

ب۔ مقتصد، درمیانی چال چلنے والے، اس میں فرائض و واجبات کی حد تک اعمال کا اہتمام کرنے والے، جو نہ تو گناہوں میں ہی بالکل ڈوبے رہتے ہیں اور نہ طاعات میں ہی کچھ زیادہ ترقی کرتے ہیں پس بقدر ضرورت اعمال واحکام پر اکتفا کئے ہوتے ہیں۔

ج۔سابق بالخیرات، اونچے درجے کے لوگ جو گناہوں، نافرمانیوں سے بچنے کا بھی خوب اہتمام کرتے ہیں اور فرض واجب احکام کے علاوہ اعمال میں بھی بہت ہمت کرتے ہیں۔اور قربت حق کے درجات میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

امت کے یہ تینوں طبقات کتاب الٰہی کے وارث وحامل ہیں۔گویا اللہ تعالیٰ نے ہر کلمہ گو مسلمان کو اپنی کتاب کا وارث وحامل بنایا ہے جس پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔اگلی آیت میں ان اہل ایمان کو درجہ بدرجہ جنت کا حق دار و وارث ٹھہرایا گیا ہے اور جنت میں ان کے حق میں لباس پوشاک اور زیورات کے ذریعے اعزاز واکرام کی بشارت دی ہے اور جنت میں پہنچنے کے بعد فوز وفلاح دیئے جانے پر اور اللہ کا فضل شامل حال ہونے پر شکر اور اللہ کی حمد وثناء کے بول ان کی زبان سے نقل کئے ہیں۔

(۲)...... قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ. بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (یٰسین ۲۶ تا ۲۷)

ترجمہ: (اسے) کہا گیا کہ جنت میں داخل ہوجا (فرطِ خوشی سے) کہنے لگا ہائے کاش! میری قوم جان لیتی میرے اس حال اور مقام کو کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا اور اعزاز واکرام کے مراتب پر فائز کیا۔

مرتے وقت جنت کا نظارہ

سورہ یٰسین کے دوسرے رکوع میں ایک علاقے میں انبیا یا ان کے نائبین کے بھیجے جانے کا حال بیان ہوا ہے۔اس بستی کے لوگوں نے ان رسولوں کی سخت ناقدری، بے ادبی کی، اور ان کو دھمکیاں دیں، اس قوم میں ایک آدمی کو اللہ نے ایمان کی توفیق دی، چنانچہ وہ صاحب ایمان اپنی قوم کے مقابلے میں ان رسولوں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی حمایت اور دفاع کے لئے آ پہنچا، اس نے اپنی قوم کو رسولوں کے مقام مرتبے کی خبر دی اور ان کی طرف سے دی جانے والی دعوت ایمان کی اہمیت بتلائی اور اللہ کی عظمت اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی وغیرہ ایمان کے بنیادی مضامین پر ایک مؤثر تقریر کی لیکن قوم نے بجائے اس کی نصیحت پر کان دھرنے کے اس کو شہید کر دیا۔ عین شہادت کے وقت نزع کے عالم میں اس کے سامنے جنت کے مناظر پیش کئے گئے، اسے دخولِ جنت کی بشارت دی گئی۔ مغفرت ونجات کی خوش خبری اسے سنائی گئی اس پر وہ عین موت کے وقت یہ کلمات کہتا ہے جو قرآن مجید نے یہاں نقل کئے ہیں کہ کاش میری قوم جانتی کہ میرا کیسا اعزاز و اکرام ہدایت کو قبول اور رسولوں کی عزت اور ان کا دفاع وحمایت کرنے پر اللہ کے ہاں ہو رہا ہے۔

(۳)...... إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ. هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ .لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ. سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ (سورة يس، رقم الايات ۵۵ الی ۵۸)

ترجمہ: اہلِ جنت یقیناً اس روز، اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے (فراغت وطمانیت کے ساتھ فرحت وسرور کی حالت وکیفیت ان پر طاری ہوگی، اور جنت کے اعزاز واکرام اور نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے) وہ خود بھی اور ان کی بیویاں بھی سایوں میں مسہریوں (آراستہ تخت، اسٹیج) پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، ان کے لئے وہاں میوے ہوں گے، اور وہ سب کچھ ہوگا، جس کی ان کو طلب وتقاضا ہوگا، مہربان رب کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا (بایں الفاظ ”السلام علیکم یا اهل الجنة، كما رواه ابن ماجه)

اہلِ جنت، جنت کے مزوں میں مگن ہوں گے.....!

دنیا میں عیش وعشرت اور راحت وسرور کے جو کچھ سامان ہیں، سب کی لذتیں اور مزے داریاں، عارضی و فانی اور وقتی ہیں، اور ان کی خوشگواریوں کے پیچھے، طرح طرح کی ناگواریاں مخفی ہیں، جو دنیا میں جلد یا بدیر ظاہر ہو کر رہتی ہیں، اس ”متاع الغرور“ میں، دھوکے کے گھر میں، شراب وکباب میں کام ودھن کی منہ زبانی لذت کے پیچھے، معدہ وغیرہ، اعضاءِ رئیسہ کی تباہ کاری بھی دبے پاؤں آ پہنچتی ہے، ان لذتوں کی ”چار دن کی چاندنی“ کے بعد مختلف جسمانی بیماریوں، تکالیف ومصائب کی ایک لمبی چوڑی ”اندھیری رات“ بھی ہوتی ہے، یہی حال لہو ولعب، عیش وعشرت کے دیگر آلات وحرکات کا بھی ہے، جوانی کو روگ

Idara Ghufran

لگ جانا، صحتوں کا تباہ ہوجانا، جوڑ پٹھوں، اعضاء واعصاب، قلب وجگر، گردے ومعدہ، دل ودماغ، کے طبعی وظائف میں خلل اور تعطل آ جانا، چہروں کی شادابی ورونق رخصت ہوجانا، یہ سب قباحتیں، دنیا کی رونق ورنگینی میں کھو جانے والے، دلدادگانِ عیش وعشرت کو خود اس عالمِ ناسوت میں، موت سے پہلے ہی، بالعموم بھگتنے پڑتے ہیں، جب کہ حقیقی وبال تو موت کے بعد شروع ہوگا۔

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل!   یہ خزاں ہے، جو باندازِ بہار آئی ہے

لیکن جنت دارالجزاء کی منزل ہے، وہاں دنیا میں ایمان وعمل صالح کی کسوٹی پر پورا اترنے والوں کو جنت کے حقیقی سامانِ عیش واسبابِ فرحت وسرور سے، لطف اندوز ہونے کے لئے کھلا چھوڑ دیا جائے گا، وہاں کے مشغلوں کے پیچھے نہ علتیں ہوں گی، نہ قباحتیں، وہاں کی شراب بھی شرابِ طہور ہوگی، جس سے نہ عقل میں فتور آئے گا، نہ سرمستی وبدمستی طاری ہوگی، اہلِ جنت کے ان مشغلوں کا، دلچسپیوں اور لطف وسرور کا کیا کہنا! زہے نصیب۔

اہلِ جنت کے ساتھ ان کی بیویاں اور جوڑیاں بھی ہوں گی، جن کی معیت فرحت وسرور، راحت وطمانیت کا بذاتِ خود بڑا سامان ہے، اس دن جب کہ باقی اہلِ محشر دھوپ اور گرمی کی تمازت سے بدحال، پیاس کی شدت سے نڈھال، اور حشر کی ہولنا کیوں سے نیم جاں ہورہے ہوں گے، یہ اہلِ جنت چھپر کھٹوں اور تختوں پر، اسٹیجوں اور مسہریوں پر، سائے اور آرام میں ہوں گے، اور اپنی من پسند چاہتوں کو چشم زدن میں پورا ہوتے دیکھیں گے، انہوں نے دنیا میں اپنی ناجائز خواہشات اور ارمانوں کا خون کیا تھا، آج ان کے سب ارمان پورے ہوں گے، جب کہ دنیا کے عیاشوں اور بدقماشوں کو ہر طرح کی عیاشی کر کے بھی ارمان پورے نہ ہونے کا شکوہ رہتا ہے، وہ یوں شکر رنجی اور شکوہ سنجی کرتے نظر آتے ہیں۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے   بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

جنت کی عیش وعشرت دنیا کی سی نہ ہوگی، کہ عین حالتِ عیش ومستی میں، اور بعد میں بھی دل پر، روح پر، ضمیر پر، بے چینی وبے سکونی، اور حجاب واضطراب کے، تازیانے برس رہے ہوں، اور اللہ کے غضب وعذاب کے کوڑے پڑ رہے ہوں۔

تمہیں اے اہلِ دنیا کبھی ہنستے بھی ہم نے دیکھا ہے
سو غم دلوں میں ہیں، مگر زیرِ لب ہیں خنداں

Idara Ghufran

مقالات ومضامین (بسلسلہ یوم دفاعِ پاکستان) مفتی محمد امجد حسین

اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنا ہے

پاکستان کے قیام کو 67 سال شمسی اور 69 سال قمری کا عرصہ بیت چکا ہے یہ لگ بھگ پون صدی کا عرصہ بنتا ہے، اتنے عرصے میں ایک پوری نسل اپنی طبعی عمر پوری کر کے گزر جاتی ہے۔

قوموں اور معاشروں کے لئے یہ عرصہ تاریخ کی ایک معتد بہ اکائی اور قرن بنتا ہے جس میں کسی قوم، معاشرے اور تمدن کے وجود میں آنے، پنپنے، پھلنے پھولنے، نشیب وفراز سے گزرنے اور اس کے عروج و زوال کی بنیاد پڑنے، اور عروج وزوال کا سفر آگے بڑھنے یا کمال تک پہنچنے کا سارا سامان فراہم ہوتا ہے۔

ہمارے آقا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی بعثت کے آغاز سے لے کر خلافت راشدہ کے اختتام تک تو اس سے بھی کم، (نصف صدی کے قریب) عرصہ بنتا ہے جس میں تاریخ انسانی کا سب سے بڑا روحانی، تمدنی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی انقلاب برپا بھی ہوتا ہے اور درجۂ کمال کو بھی پہنچ جاتا ہے جس نے عالمگیر انسانی سوسائٹی پر ہر پہلو اور ہر رخ سے اپنے اثرات ڈالے۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

لگ بھگ اتنے ہی (پون صدی کے قریب) عرصے (۶۰ھ تا ۱۳۱ھ) میں بنوامیہ کی سلطنت اپنے عروج و زوال کا پورا سفر طے کر کے تاریخ کے صفحات میں گم ہوگئی، قریباً اتنے عرصہ میں ہی پنجاب میں سکھوں کی سلطنت، رنجیت سنگھ کی راجدھانی اپنے آغاز وارتقاء اور انجام کے مراحل سر کر لیتی ہے اور سکھا شاہی کا سکہ صفحات تاریخ پر ثبت کر کے آنجہانی ہوجاتی ہے۔ سوویت روس کا بالشویک انقلاب آغاز سے انجام تک اور عروج سے زوال تک سب مرحلے پون صدی کے دورانئے میں ہی سر کر کے تاریخ کے کباڑ خانے کی نذر ہوجاتا ہے۔ جمہوریہ چین جیسی بیسویں صدی کی ایک عظیم سلطنت قائم ہو کر اقوام عالم سے اپنا لوہا منواتی ہے اور لگ بھگ اتنے ہی عرصہ میں وقت کے عالمی سامراجوں کی صف میں جا کھڑی ہوتی ہے، سیاست و جہانبانی کی عالمی بساط پر عالمی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور شانہ سے شانہ ملا کر اپنی قومی تاریخ کی شیرازہ بندی کرتی ہے۔

ملائشیا لگ بھگ اتنے ہی عرصہ میں آزادی پا کر، ایشین ٹائیگر بن جاتا ہے اور مہاتیر محمد جیسے سپوت کو سامنے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لاتا ہے جو عالمی مہاجنوں کے اقتصادی جال میں جکڑ کر قومی خودمختاری سے ہاتھ دھونے کی بجائے خود کفالتی پر مبنی پالیسی اور دوررس و زوداثر اقتصادی منصوبہ بندی و معاشی پیش بندی کی راہ اپناتا ہے جس کے نقد ثمرات ملا تشین قوم کو حاصل ہوتے ہیں۔

لیکن پاکستان جو ایک اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر معرض وجود میں آیا تھا اور قائد کے عزم و فرمان کے مطابق عصر حاضر میں وہ ایک ماڈل اسلامی ریاست بننی تھی جو اقوام عالم کے سامنے بالعموم اور امت مسلمہ کے لئے بالخصوص اسلام کے اصول و احکام کی عمومی تنفیذ کے لئے لیبارٹری و تجربہ گاہ ثابت ہوتی۔ چنانچہ قیام کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے ابتدائی قائدین نے آئین ساز ادارے کی دستوری رہنمائی کے لئے قرارداد مقاصد مرتب کرا کر اسے آئین ساز اسمبلی سے منظور کرایا تاکہ آئین و دستور قرارداد مقاصد میں دیئے گئے رہنما اصولوں کی روشنی میں مرتب ہوں۔ [۱]

یہ قرارداد مقاصد آئین کا دیباچہ بنی، 73ء کے رائج الوقت آئین کا تو یہ باضابطہ حصہ ہے، پاکستان کے اسی اسلامی تشخص و شناخت کی ضمانت پر سرحد و بنگال کا ریفرنڈم مسلم لیگ نے جیتا اور وہاں کے مسلمانوں نے پاکستان میں شمولیت کے حق میں ووٹ دیا، اسی بنیاد پر بہاولپور، خیرپور، قلات، گلگت، چترال، دیر، سوات، فاٹا وغیرہ ریاستوں اور آزاد علاقوں نے پاکستان کے ساتھ الحاق قبول کیا۔ لیکن اس نوخیز اسلامی ملک کے ساتھ المیہ یہ ہوا کہ اس کے ابتدائی قائدین اور بانی زعماء کے بعد یہاں مہم جو اور طالع آزما مسلط ہوتے چلے گئے جنہوں نے دوقومی نظریہ اور پاکستان کی اسلامی شناخت کی مٹی پلید کی۔

تُو نے اللہ سے یہ کہہ کر وطن مانگا تھا
غلبہ اس خطہ میں اسلام کو حاصل ہوگا
اس میں قرآن کے احکام کریں گے جاری
یہ وطن عظمتِ اسلام کا حامل ہوگا

---

[۱] 12 مارچ 1949ء کو آئین ساز اسمبلی نے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی پیش کردہ قرارداد مقاصد منظور کی، یہ قرارداد آئین کے (لئے رہنما اصول فراہم کرنے والے) بنیادی ڈھانچے کی حیثیت رکھتی ہے، اس قرارداد میں کہا گیا ہے کہ تمام کائنات پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ہے اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو حکمرانی کا اختیار دیا ہے، اس کی اہم شقیں یہ ہیں۔

۱۔ حکومت عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے اپنے اختیارات استعمال کرے گی۔
۲۔ ریاست کے مجوزہ آئین میں جمہوریت میں آزادی، مساوات، رواداری اور اسلام کے اصولوں پر مبنی سماجی انصاف کیا جائے گا۔
۳۔ ریاست میں مسلمانوں کو اپنی زندگیاں اسلام کے اصولوں کے مطابق گزارنے کے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔
۴۔ اس آئین کے تحت اقلیتوں کو اپنے مذہب اور عقائد کے مطابق زندگیاں گزارنے کے لئے واضح شقیں موجود ہوں گی۔
۵۔ اس آئین میں تمام بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔
۶۔ اس آئین کے تحت عدلیہ کو مکمل طور پر آزادی دی جائے گی۔ (انتخاب بتغیر از تصور پاکستان بانیان پاکستان کی نظر میں)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

....

اوراللہ نے جب پاک وطن بخش دیا — اپنے ہر عہد کو پیمان کو توڑا تو نے

اپنی ہر ایک روایت سے بغاوت کرکے — رشتۂ مہر و وفا غیر سے جوڑا تو نے

ان طالع آزماؤں نے آئین کو موم کی ناک بنادیا، اسلامی اصولوں کی تنفیذ اور دستور میں دی گئی ضمانتوں سے انحراف کرکے اس ملک کو مغربیت اور لادینیت کی تجربہ گاہ بناڈالا، ان میں سے بیشتر کے کردار واطوار کے یہ کچھ نمونے سامنے آئے۔

بادۂ عیش میں بدمست خدا سے غافل — راجہ اِندر کے اکھاڑے تھے شبستانوں میں

روز گرتی تھی غریبوں کے گھروں کی دیوار — روز ہوتے تھے اضافے نئے ایوانوں میں

....

رقص گاہوں میں اس انداز سے پائل چھنکی — اس کی آواز میں آوازِ اذاں ڈوب گئی

اس قدر شور مچاتی رہیں عشرت گاہیں — جس میں مظلوم کی فریاد و فغاں ڈوب گئی

نتیجتاً ہمارے گذشتہ 67 سال اسلامیت ومغربیت کی کشمکش میں ہی گزرے، یہ مغربیت ولادینیت کے علمبردار چاہتے ہیں کہ ریاست ان کی دھونس ودھاندلی اور فکری ونظریاتی ہائی جیکنگ کو قبول کرلے اور یہ انتہا پسندی کے ذریعے اور ڈنڈے کے زور پر اپنی مغرب نواز اور سیکولر ولادینی پالیسیاں اور اقدامات ملک وقوم پر نافذ ومسلط کریں اور اس کے برخلاف اسلامیت پر مبنی اصول، اقدار وروایات جس پر ریاست کی بنیاد ہے اور مسلمانوں کی شناخت ہیں ان کا نام لینا بھی یہاں جرم بن جائے اور یہ انتہا پسندی ودقیانوسی کہلائے۔

اس صورت میں ریاست کیسے پنپ اور پھل پھول سکتی ہے کیونکہ ملی روایات کے برعکس اور ریاست کی مذہبی شناخت اور آئین ودستور میں دی گئی ضمانتوں کے برخلاف یہ لادینی سوچ اور فکر تو صرف یہاں کے مراعات یافتہ اشرافیہ، مقتدرہ اور مٹھی بھر روشن خیال اور اسلام سے منحرف طبقے کی ہوسکتی ہے، 18 کروڑ عوام کی اکثریت تو اسلام پر، اسلام کے دیئے گئے سسٹم ونظام پر مطمئن اور اس کی تنفیذ کی خواہشمند ہے۔ یہ اس منحرف گروہ کی انتہا پسندی اور ریاست کے خلاف جرم ہے کہ وہ ایک واضح اور دوٹوک آئین ودستور سے سرکشی کرتے ہیں جس کی پابندی وحفاظت کا پاکستان کے شہری اور صاحب عہدہ ومنصب ہونے کے ناطے انہوں نے عہد کیا ہے۔ (جاری ہے..........)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد یونس

وضو کے مسائل واحکام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (سورۃ مائدہ، رقم الآیۃ ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کو تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر (بھیگا ہوا) ہاتھ پھیر لو اور (دھولو) اپنے پاؤں ٹخنوں تک۔

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز کے درست ہونے کے لئے وضو ضروری ہے، دوسرے یہ کہ وضو میں تین اعضاء (یعنی چہرے، کہنیوں سمیت بازو اور ٹخنوں سمیت پاؤں) دھونے کا حکم ہے اور ایک عضو (یعنی سر) پر مسح کرنے کا حکم ہے۔

نماز کے درست ہونے کے لئے وضو ضروری ہونے اور وضو کے بغیر نماز درست وقبول نہ ہونے کا ذکر احادیث میں بھی موجود ہے۔

چنانچہ حضرت ہمام بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّہُ سَمِعَ أَبَا ھُرَیْرَۃَ، یَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :لاَ تُقْبَلُ صَلاَۃُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ :مَا الحَدَثُ یَا أَبَا ھُرَیْرَۃَ؟، قَالَ :فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ (رواہ البخاری باب لا تقبل صلاۃ بغیر طھور رقم الحدیث ۱۳۵)

ترجمہ: انہوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بے وضو ہو گیا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔ حضرموت (نامی شہر) سے (تعلق رکھنے والے) ایک شخص نے پوچھا کہ اے ابوہریرۃ! حدث (یعنی بے وضو ہونے) کا سبب کیا ہوتا ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ (عموماً واکثر بے وضو ہو جانے کا سبب) ریح خارج ہونا ہے خواہ بلا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آواز خارج ہو یا آواز کے ساتھ (بخاری رقم الحدیث ۱۳۵)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بے وضو شخص جب تک وضو نہ کر لے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، قبول نہ ہونے کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ نماز درست نہیں ہوتی، دوسرے یہ کہ نماز پر ثواب نہیں ملتا۔ احادیث میں قبول کا لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

مثلاً ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے:

لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلَاۃَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ (رواہ ابو داؤد باب المرأۃ تصلی بغیر خمار، رقم الحدیث ۶۴۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بالغ لڑکی کی دوپٹہ اوڑھے بغیر پڑھی ہوئی نماز قبول نہیں فرماتا۔ یعنی بالغ لڑکی اپنا سر (جو ستر میں شامل ہے) چھپائے بغیر اگر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہیں ہوگی۔

گویا اس حدیث میں قبول کا لفظ درستگی وصحت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

دوسری طرف ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلَاۃٌ أَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا، ......الخ (رواہ الترمذی باب ماجاء فی شارب الخمر رقم الحدیث ۱۸۶۲)

ترجمہ: جس نے شراب پی چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

مطلب یہ کہ شراب پینا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والے کی نماز پر اسے چالیس روز تک ثواب نہیں ملتا اگرچہ شرعی قاعدے کے مطابق اگر وہ نماز پڑھے گا تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔

صحیح بخاری کے حوالے سے نقل کردہ مذکورہ بالا حدیث میں قبول کا پہلے والا معنیٰ یعنی درستگی وصحت مراد ہونا متعین ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مِفْتَاحُ الصَّلَاۃِ الطُّھُوْرُ، وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ، وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ (رواہ الترمذی باب ماجاء ان مفتاح الصلاۃ الطھور ص ۸ ج ۱)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کنجی وضو ہے اور اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی

Idara Ghufran

تحلیل تسلیم ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح کنجی کے بغیر تالا نہیں کھل سکتا اور جس کمرے یا گھر کو تالا لگا ہوا ہو بغیر کنجی کے کوئی شخص اس کے اندر نہیں جاسکتا اسی طرح وضو کے بغیر کوئی شخص نماز میں داخل نہیں ہوسکتا۔

اور یہ جو فرمایا کہ اس کی تحریم تکبیر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہنے سے نماز شروع ہوجاتی ہے اور آدمی نماز کی حرمت میں داخل ہوجاتا ہے یعنی کھانا پینا، وغیرہ جو کام نماز کے منافی ہیں وہ سب تکبیر تحریمہ کہتے ہی حرام ہوجاتے ہیں۔

اور اس کی تحلیل تسلیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے کام نماز شروع کردینے سے حرام ہوجاتے ہیں نماز کا سلام پھیرنے سے وہ سب کام حلال ہوجاتے ہیں کیونکہ سلام پھیرنے سے نماز مکمل ہوجاتی ہے۔

اس حدیث میں طہور کا لفظ وارد ہوا ہے جو وضو اور وضو سے عجز کے وقت تیمّم دونوں کو شامل ہے جبکہ ایک حدیث میں صریح وضو کا لفظ بھی وارد ہوا ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوءُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ "(رواه احمد ،مسند علی بن أبی طالب رقم الحديث ۱۰۷۲)

ترجمہ: نماز کی کنجی وضو ہے اور اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل تسلیم ہے۔

جس طرح نماز درست ہونے کے لئے وضو ضروری ہے اسی طرح کچھ اور کام بھی ایسے ہیں جن کی ادائیگی اور جواز کے لئے وضو ضروری ہے۔ وہ کام یہ ہیں:

نماز جنازہ کے درست ہونے کے لئے وضو ضروری ہے۔ وضو کے بغیر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں۔ [1] جنازہ کی نماز پڑھانے والا امام بے وضو ہو اور مقتدی باوضو ہوں تو جنازہ کی نماز درست نہ ہوگی اور مقتدیوں پر اس کا اعادہ لازم ہوگا۔ اور اگر اس کے برعکس جنازہ پڑھانے والا امام باوضو ہو اور مقتدی سب یا بعض

---

[1] چنانچہ بدائع کی عبارت ملاحظہ ہو:

أما ما تصح به فكل ما يعتبر شرطا لصحة سائر الصلوات من الطهارة الحقيقية والحكمية واستقبال القبلة وستر العورة والنية يعتبر شرطا لصحتها (بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع فصل بيان ما تصح به صلاة الجنازة ج ۱ ص ۳۱۵)

وأما الشروط التى ترجع الى المصلى فهى شروط بقية الصلوات من الطهارة الحقيقية بدنا وثوباً ومكاناً والحكمية وستر العورة والاستقبال والنية سوى الوقت (شامية ج ۲ ص ۲۰۷)

Idara Ghufran

بے وضو ہوں تو جنازہ کی نماز درست ہوجائے گی اور جن مقتدیوں نے بے وضو جنازہ پڑھا ہے ان پر اس جنازہ کا لوٹانا لازم نہ ہوگا اس لئے کہ میت کا حق صرف امام کے جنازہ پڑھنے سے ہی ادا ہوگیا ہے۔ [۱]

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے بھی وضو ضروری ہے بغیر وضو سجدۂ تلاوت کرنے سے سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔ [۲]

قرآن مجید کو چھونے کے لئے بھی وضو کا ہونا ضروری ہے بے وضو شخص کا قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں۔ اس مسئلے کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ بغیر کسی حائل کے قرآن مجید کو بے وضو ہاتھ لگانا باتفاقِ فقہاء ناجائز ہے۔ [۳]

حنفیہ کے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو (بلا حائل بے وضو) چھونا حرام ہے خواہ پورے قرآن مجید کو چھوا جائے یا قرآن مجید کے کسی جزء مثلاً سپارے وغیرہ کو چھوا جائے۔ اسی طرح قرآن مجید کی آیات کو چھونا بھی جائز نہیں اور قرآن مجید کی جلد اوران اوراق یا اوراق کے اس حصے کو چھونا بھی جائز نہیں جس پر قرآنی آیات لکھی ہوئی نہ ہوں۔

قرآن مجید کی وہ چولی جو قرآن مجید کے ساتھ متصل ہے اس کو بھی بلا وضو چھونا درست نہیں خواہ وہ کپڑے کی ہو یا پلاسٹک کی، یا ریگزین، چمڑے وغیرہ کی۔

قرآن مجید کی کوئی آیت کسی کاغذ، کرنسی سکے، نوٹ، برتن، دیوار یا کسی اور چیز پر لکھی ہوئی ہو تو اس کو بھی بلا وضو ہاتھ لگانا درست نہیں۔

اگر قرآن مجید پر کوئی ایسا غلاف چڑھا ہوا ہے جو قرآن مجید کی جلد کے ساتھ سلا ہوا یا جلد پر چڑھا ہوا نہیں ہے بلکہ قرآن مجید اس میں اس طرح سے ڈلا ہوا ہے جس طرح تھیلے وغیرہ میں کوئی کتاب وغیرہ ڈلی ہوئی ہوتی ہے تو اس طرح کے غلاف میں لپٹے ہوئے قرآن کے نسخے کو بے وضو شخص کے لئے ہاتھ لگانا درست

---

[۱] أنهم لو صلوا على جنازة والامام غير طاهر فعليهم اعادتها لأن صلوٰة الامام غير جائزة لعدم الطهارة فكذا صلاتهم لأنها بناء على صلاته ولو كان الامام على الطهارة والقوم على غير طهارة جازت صلاة الامام ولم يكن عليهم اعادتها لأن حق الميت تأدى بصلاة الامام (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع فصل بيان ما تصح به صلاة الجنازة ج ۱ ص ۳۱۵)

[۲] قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: تحت (قوله بشروط الصلاة) لأنها جزء من أجزاء الصلاة فكانت معتبرة بسجدات الصلاة ولهذا لايجوز أداؤها بالتيمم الا ان لا يجد ماء لأن شرط صيرورة التيمم طهارة حال وجود الماء خشية الفوت ولم توجد لأن وجوبها على التراخى (شامى ج ۲ ص ۱۰۶)

[۳] اتفق الفقهاء على أنه يحرم مس المصحف لغير الطاهر طهارة كاملة من الحدثين الأصغر والأكبر (الموسوعة الفقهية الكويتية "مس المحدث والجنب المصحف ج ۳۷ ص ۲۷۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہے۔

اسی طرح وہ کپڑا جو بے وضو شخص نے پہنا ہوا یا اوڑھا ہوا نہیں بلکہ الگ سے ہے جیسے رومال (جو اوڑھا ہوا نہ ہو) ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ قرآن مجید کو چھونا یا پکڑنا درست ہے۔

ہاں جو کپڑا بے وضو شخص نے پہنا ہوا یا اوڑھا ہوا ہے مثلاً قمیص، دوپٹہ، رومال، مفلر، چادر، دستانے وغیرہ اس کے واسطے سے قرآن مجید کو چھونا یا پکڑنا درست نہیں۔

چنانچہ پہنی ہوئی قمیص کے دامن یا آستین سے، اوڑھے ہوئے دوپٹے یا رومال وغیرہ سے، اسی طرح پہنے ہوئے دستانوں کے واسطے سے قرآن پکڑنا یا قرآن کو چھونا بے وضو شخص کے لئے درست نہیں۔ [۱]

---

[۱] فقال الحنفية: يحرم مس المصحف كله أو بعضه اى مس المكتوب منه ولو اٰية على نقود درهم أو غيره أو جدار لأن حرمة المصحف كحرمة ماكتب منه فيستوى فيه الكتابة فى المصحف وعلى الدراهم كما يحرم مس غلاف المصحف المتصل به لأنه تبع له فكان مسه مسا للقرآن ولا يحرم مس الغلاف المنفصل عن القرآن كالكيس والصندوق ويجوز مس المصحف بنحو عوداً وقلم أوغلاف منفصل عنه ويكره لمسه بالكم والحائل كالخريطة فى الصحيح والمقصود بالخريطة الوعاء من جلد أو وغيره (الموسوعة الفقهية الكويتية "مس المحدث والجنب المصحف ج۳۷ ص ۲۷۶)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مولانا غلام بلال

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (قسط ۱)

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک (اوران کی اطاعت وفرمانبرداری) کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں، دوسرے رشتہ داروں (وقرابت داروں) کے مقابلے میں سب سے پہلے حکم دیا ہے، اوراپنی عبادت و اطاعت کے بعد سب سے پہلا حق، اسی کو فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (سورة النساء، رقم الآية ۳۶)

ترجمہ: اوراللہ کی بندگی کرو، اورکسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو، اورماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اورقریبی ہمسایہ اوراجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اورمسافراوراپنے غلاموں کے ساتھ بھی نیکی کرو، بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (نساء)

امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے بعد، حسنِ سلوک، شکر، نیکی، اوراطاعت وفرمانبرداری کے سب سے زیادہ حقدار والدین ہیں، اوراسی وجہ سے ایک دوسرے مقام پراللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ والدین کا شکراداکرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ [۱]

چنانچہ ارشادباری تعالیٰ ہے کہ:

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ (سورة لقمان، رقم الآية ۱۴)

---

[۱] قال العلماء :فأحق الناس بعد الخالق المنان بالشكر والإحسان والتزام البر والطاعة له والإذعان من قرن الله الإحسان إليه بعبادته وطاعته وشكره بشكره وهما الوالدان، فقال تعالى :أن اشكر لي ولوالديك (تفسير القرطبي، سورة النساء، تحت رقم الآية ۳۶، ج ۵، ص ۱۸۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: یہ کہ تم میرا شکرادا کرو، اور اپنے والدین کا بھی، (اور تمہیں) میرے طرف ہی لوٹنا ہے

(لقمان)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک خاص مقام اور رتبہ ہے، اور اسی وجہ سے اس کا حکم بار بار، اور تاکید کے ساتھ دیا گیا ہے، اور ایک دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ ''بنی اسرائیل'' سے بھی اسی چیز کا عہد (یعنی وعدہ) لیا گیا تھا۔ [۱]

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری، اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک، بہت بڑی نعمت اور ایک لازوال دولت ہے، جس سے زندگی میں بیش بہا چین وسکون حاصل ہوتا ہے، اور زندگی میں برکت اور عمر میں بھی اضافہ ہوتا ہے، اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضاوخوشنودی حاصل ہوتی ہے، جو کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے، اور یہ سب نعمتیں ایسی ہیں جو کہ جو دنیا کی ساری نعمتیں، مال و دولت، بادشاہت وسلطنت، اقتدار وکرسی خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کی جاسکتیں۔

والدین انسان کی ولادت اور پرورش کا سبب بنتے ہیں، اور سب سے پہلا حق بھی ان ہی کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے، اس لئے دین واسلام میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری، اور ان کے حقوق ادا کرنے کا خصوصی طور پر حکم دیا گیا ہے، کیونکہ والدین کی اطاعت وفرانبرداری، اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک دوسرے خیر اور نیکی کے کاموں سے کئی گنا بہتر ہے، اسی وجہ سے ان کی نافرمانی سے بھی دین و اسلام میں سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد، سب سے بڑا حق والدین کا ہی ہے۔

چنانچہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ۔ وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا

---

[۱] چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (سورة البقرة، رقم الآية ۸۳)

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا پھر سوائے چند آدمیوں کے تم میں سے سب منہ موڑ کر پھر گئے (بقرہ)

Idara Ghufran

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا

(سورۃ الاسراء، رقم الآیات ۲۳ الی ۲۵)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا کہ تم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ احسان کرو، اگر آپ کے سامنے ان میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو آپ ان دونوں کو ''اُف'' (بھی) نہ کہنا، اور ان دونوں کو نہ جھڑکنا، اور ان دونوں کے لئے انتہائی نرم (اور ادب والی) بات کہنا، اور ان دونوں کے لئے شفقت سے عاجزی کے بازوں جھکا کر رکھنا، اور آپ یہ کہئے کہ اے میرے رب! ان دونوں پر آپ اسی طرح رحم فرمایئے، جس طرح انہوں نے میری بچپن میں تربیت فرمائی۔ آپ کا رب خوب جانتا ہے، اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے، اگر تم نیک ہوگے، تو بے شک وہ (آپ کا رب) خوب توبہ کرنے والوں (کے گناہوں) کی انتہائی مغفرت فرمانے والا ہے (سورہ بنی اسرائیل)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی عبادت کا حکم فرمایا ہے، جو کہ انسان کی پیدائش کے بنیادی مقاصد میں سے ہے، اس کے بعد اپنے حق کے ساتھ ہی والدین کا حق ذکر فرمایا ہے، اور والدین کے ساتھ احسان کرنے، اور ان کا ادب واحترام کرنے کا حکم دیا ہے۔

والدین کی خدمت، اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کسی خاص زمانے اور اور عمر کے کسی خاص حصے کے ساتھ مقید نہیں ہے، بلکہ عمر کے ہر حال میں واجب ہے، خصوصاً والدین کے بڑھاپے کا زمانہ، جبکہ وہ اولاد کی خدمت کے محتاج ہوجاتے ہیں، اور ان کی زندگی اولاد کے رحم وکرم پر ہوتی ہے، اس وقت اگر اولاد کی طرف سے کسی بھی کی قسم کوئی بے رُخی والدین کے سامنے آئے، یا ان کی نافرمانی کی جائے، تو یہ ان کے دل پر ایک قسم کا زخم بن جاتی ہے۔

بڑھاپے کے زمانے میں انسان عام طور پر بعض طبعی عوارض کی بنا پر چڑ چڑا ہوجاتا ہے، اور اس کی عقل بھی جواب دینے لگتی ہے، اس وجہ سے اس عمر میں بعض دفعہ والدین کی طرف سے کچھ ایسی باتیں، یا ایسے مطالبات سامنے آتے ہیں، کہ جن کا اولاد کو پورا کرنا مشکل ہوتا ہے، نتیجتاً ان کی نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسلوکی والا معاملہ پیش آجاتا ہے، اس لئے ایسے حالات میں قرآنِ کریم نے ان آیات میں، والدین کی

Idara Ghufran

راحت و آسانی کے لئے انسان کو اس کا زمانہ طفولیت یاد دلایا ہے کہ:

كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

ترجمہ: جس طرح انہوں نے میری بچپن میں تربیت فرمائی۔

کہ کسی وقت تم بھی اپنے والدین کے ایسے محتاج تھے، جیسا کہ وہ آج تمہارے محتاج ہیں، تو جس طرح انہوں نے اپنی راحت و خواہشات کو قربان کیا، اور تمہاری تمام باتوں اور حرکتوں کو پیار سے برداشت کیا، تو اب جبکہ ان پر اس محتاجی کا وقت آیا ہے، تو ان کے ساتھ بھی اس احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ ہی ادا کیا جائے۔

آیتِ مذکورہ میں والدین کے بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے کے وقت، کچھ تاکیدی احکام کا ذکر کیا گیا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ

''تو آپ ان دونوں کو ''اُف'' (بھی) نہ کہنا'' آیت کے مذکورہ حصہ میں والدین کو اُف تک کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے، اور یہاں ''اُف'' سے مراد ان کے سامنے ناگواری کا اظہار کرنا ہے، جیسا کہ وہ کسی کام کا حکم دیں، تو آگے سے منہ بنایا جائے، یا چہرہ پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے لمبا سانس وغیرہ لیا جائے۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں والدین کی نافرمانی (وایذاء رسانی) سے متعلق ''اُف'' کہنے سے بھی کوئی کم درجہ ہوتا، تو یقیناً وہ بھی ذکر کیا جاتا۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کی ایذاء رسانی سے متعلق، ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کو بھی شریعت نے ناپسند کیا ہے، چہ جائیکہ ان کو ڈانٹا اور جھڑکا جائے، جیسا کہ "وَلَا تَنْهَرْهُمَا" سے ڈانٹنے اور جھڑکنے کی ممانعت ہے۔

اور اسی وجہ سے ایک حدیث شریف میں والدین کی رضا کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی، اور والدین کی

---

[1] وروى من حديث على بن أبى طالب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ":لو علم الله من العقوق شيئا أردأ من "أف "لذكره فليعمل البار ما شاء أن يعمل فلن يدخل النار .وليعمل العاق ما شاء أن يعمل فلن يدخل الجنة.......(تفسير القرطبى، سورة الاسراء، تحت رقم الآية ٢٣، ج١٠، ص٢٤٣)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ناراضگی کواللہ تعالیٰ کی ناراضگی فرمایا گیا ہے۔ [1]

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا

''اوران دونوں کے لئے انتہائی نرم (اورادب والی) بات کہنا'' آیت کے مذکورہ حصہ میں والدین کے ساتھ گفتگوکرنے اوران سے بات چیت کرنے کا سلیقہ سکھایا گیا ہے کہ ان کے ساتھ ادب و احترام، اورنرمی وشفقت والے لہجے میں بات کی جائے، جیسا کہ کوئی غلام اپنے آقا کے سامنے پیش ہوتا، اوراس کے ساتھ گفت وشنید کرتا ہے۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

''اوران دونوں کے لئے شفقت سے عاجزی کے بازوں جھکا کر رکھنا'' جناح کے لفظی معنیٰ ''بازو'' کے آتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کے سامنے عاجزی، اورعزت واحترام کے ساتھ پیش آئے، اور''من الرحمة'' سے مراد یہ ہے کہ یہ سب کچھ محض دکھاوے کے لئے نہ ہو، بلکہ دل میں بھی ان کی عزت واحترام کوملحوظ رکھا جائے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا

''اے میرے رب آپ ان دونوں پر رحم فرمایئے'' والدین کا مکمل طور پر حق ادا کرنا، توانسان کے بس کی بات نہیں، البتہ حتی الامکان ان کے حقوق ادا کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے رحمت و سلامتی کی دعا بھی کرنی چاہیئے، تا کہ ان کے حقوق وغیرہ ادا کرنے میں جو کمی وکوتاہیاں وغیرہ ہوئی ہیں، ان کی تلافی بھی ممکن ہوسکے۔

اوراس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ والدین اگرفوت ہوجائیں، توان کے لئے دعا، ایصالِ ثواب، اورصدقہ وخیرات وغیرہ کرکے بھی، ایک طرح سے ان کی روحانی خدمت کی جاسکتی ہے، اورصدقہ جاریہ وغیرہ کرکے، تاقیامت ان کواس کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کووالدین کے حقوق ادا کرنے، اوردین واسلام کے مذکورہ احکام پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین۔ (جاری ہے)

---

[1] عن عبد الله بن عمرو، قال :قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم :رِضَا الرَّبِّ فى رَضَا الْوَالِدَيْنِ، وسَخَطُ الرَّبِّ فى سَخَطِهِمَا (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۱۴۳۶۸)

Idara Ghufran

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ شعبان: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

❑...... ماہِ شعبان ۶۰۱ھ میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن شیخ صالح ابوالثناء احمد بن حامد بن مفرج بن غیاث انصاری شامی ارتاحی مصری حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۱۶)

❑...... ماہِ شعبان ۶۰۲ھ میں حضرت ابوالمفاخر خلف بن احمد بن حمد اصبہانی شافعی فراء رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۲۳)

❑...... ماہِ شعبان ۶۰۵ھ میں حضرت ابوالفتح محمد بن قاضی ابوالعباس احمد بن بختیار بن علی بن حمد مندائی واسطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۴۳۹)

❑...... ماہِ شعبان ۶۰۶ھ میں حضرت ابوالمعالی محمد بن ابوالقاسم وہب بن سلمان بن احمد بن زنف سلمی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۵۰۶)

❑...... ماہِ شعبان ۶۱۱ھ میں حضرت ابوالحسن علی بن مفضل بن علی بن مفرج بن حاتم بن حسن بن جعفر مقدسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۶۸)

❑...... ماہِ شعبان ۶۱۲ھ میں حضرت ابوالحسین علی بن حمید بن صباغ صعیدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۵۸)

❑...... ماہِ شعبان ۶۱۴ھ میں حضرت ابوتراب یحییٰ بن ابراہیم بن ابی تراب کرخی لوزی شافعی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۶۴)

❑...... ماہِ شعبان ۶۱۵ھ میں حضرت ابوالقاسم شمس الدین احمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن عبدالرزاق سلمی بغدادی صیدلانی عطار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۸۵)

❑...... ماہِ شعبان ۶۱۶ھ میں حضرت ابوالفضل احمد بن محمد بن سیدہم بن ہبۃ اللہ بن سرایا انصاری دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۷۸)

❑...... ماہِ شعبان ۶۱۹ھ میں حضرت ابوبکر مسمار بن عمر بن محمد بن عیسیٰ بن عویس بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۱۵۴)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

□...... ماہِ شعبان ۶۲۱ھ میں حضرت ابوالعباس احمد بن یوسف بن شیخ محمد بن احمد بن صرما ازجی مشتری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۱۹۲)

□...... ماہِ شعبان ۶۲۲ھ میں حضرت مجد الدین ابوالمجد محمد بن حسین بن ابی المکارم احمد بن حسین بن بہرام قزوینی صوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۵۰)

□...... ماہِ شعبان ۶۲۵ھ میں حضرت ابومسلم احمد بن شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی ہمذانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۶۱)

□...... ماہِ شعبان ۶۲۶ھ میں حضرت ابوالعلاء حسن بن احمد بن حسن ہمذانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۲۶۴)

□...... ماہِ شعبان ۶۳۰ھ میں حضرت ابومحمد حسن بن علی بن مرتضیٰ علوی حسنی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۴۵)

□...... ماہِ شعبان ۶۳۲ھ میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن غسان بن غافل بن نجاد بن غسان بن ثامر انصاری خزرجی حمصی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۸۱)

□...... ماہِ شعبان ۶۳۴ھ میں حضرت شرف الدین عبدالقادر بن محمد بن حسن بن بغدادی مصری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۲۶)

□...... ماہِ شعبان ۶۳۷ھ میں حضرت قاضی القضاۃ شمس الدین احمد بن خلیل بن سعادہ بن جعفر خوئی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۶۵)

□...... ماہِ شعبان ۶۳۸ھ میں حضرت ابوالحسن علی بن مختار بن نصر بن طغان عامری محلی اسکندرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۷۷)

□...... ماہِ شعبان ۶۳۹ھ میں حضرت ابوالفتح کمال الدین موسیٰ بن یونس بن محمد بن منعۃ بن مالک موصلی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۸۷)

□...... ماہِ شعبان ۶۴۱ھ میں حضرت ابومحمد عبدالحق بن خلف بن عبدالحق دمشقی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۱۰۷)

□...... ماہِ شعبان ۶۴۳ھ میں حضرت ابوالعباس احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ مقدسی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۳ ص ۱۱۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علم کے مینار — امام شافعی رحمہ اللہ (قسط۴) — مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام شافعی کی یمن سے بغداد آمد

امام شافعی رحمہ اللہ کے یمن سے بغداد آنے کا سبب بظاہر نجران کے علاقہ کے گورنر کا ظلم وستم اور ناانصافی بنا، چنانچہ بعض اہلِ علم کے بقول یہ سنہ ۱۸۴ھ کا زمانہ تھا، جب امام شافعی کی عمر ۳۴ سال تھی، کہ یمن کے زمانۂ قیام میں امام شافعی نے نجران جو کہ اس وقت یمن کے صوبہ اور ولایت کے ماتحت علاقہ تھا، کے گورنر کو عوام کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کرتے ہوئے پایا، تو آپ نے گورنر کو اس ظلم وناانصافی سے باز رہنے کی نصیحت کی، گورنر کے باز نہ آنے پر آپ کی نصیحت اور روک ٹوک برابر جاری رہی، مگر گورنر کو آپ کی روک ٹوک سخت ناگوار گزرتی، لیکن کیونکہ امام صاحب کا علمی مقام بہت بلند تھا، اور آپ عوام میں شہرت حاصل کر چکے تھے، اس لئے گورنر براہِ راست آپ سے ٹکر نہیں لے سکتا تھا، چنانچہ اس نے امام صاحب کے خلاف سازشیں کرنا شروع کر دیں۔

یہ عباسیوں کی حکومت کا زمانہ تھا، تختِ خلافت پر ھارون الرشید عباسی خلیفہ متمکن تھا، گورنر نے خلیفہ ہارون رشید کے سامنے امام شافعی کا اس طرح سے تذکرہ کیا کہ:

> ''نو علوی آدمیوں نے ایک تحریک شروع کی ہے، اور مجھے خطرہ ہے کہ یہ لوگ حکومت کے خلاف بغاوت اور خروج کی تیاری کر رہے ہیں، اُن میں ایک آدمی شافعی مطلبی بھی ہے، جس پر میری گرفت نہیں ہے، اس شافعی آدمی کی زبان وہ کام کرتی ہے، جو اس کے مقابل کی تلوار بھی نہیں کرسکتی''

خلیفہ نے ان نو افراد کو اپنے دربار میں بُلوالیا، اور روایت ہے کہ خلیفہ نے سب کو قتل کروادیا، لیکن امام شافعی خلیفہ کے روبرو اپنی صاف گوئی، اور فصیح وبلیغ، عالمانہ فاضلانہ گفتگو اور قاضی محمد بن حسن شیبانی کی گواہی سے بری ہوگئے، چنانچہ امام شافعی نے خلیفہ سے کہا کہ:

> اے امیرُ المؤمنین! آپ کا ایسے دو آدمیوں کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جن میں سے ایک مجھے اپنا بھائی سمجھے، اور دوسرا مجھے اپنا غلام سمجھے، تو میں ان دونوں میں سے کسے پسند کروں گا؟

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

خلیفہ نے کہا کہ جو آپ کو اپنا بھائی سمجھے، آپ اسے پسند کرو گے۔

امام صاحب نے کہا کہ امیرُ المؤمنین! تو پھر آپ حضرت عباس کی اولاد میں سے ہیں، اور ہم بھی مطلبی (ہاشمی) ہیں، اس طرح آپ اور ہم نسب کے اعتبار سے بھائی ہیں، جبکہ علوی ہمیں اپنا غلام سمجھتے ہیں، تو ہم علویوں کے حامی ہو کر آپ کے خلاف کیسے ہو سکتے ہیں؟

اسی طرح قاضی محمد بن حسن شیبانی نے بھی خلیفہ کے سامنے امام شافعی کی گواہی دی، چنانچہ جب امام شافعی، ہارون رشید کے دربار میں پہنچے، تو آپ قاضی محمد بن حسن شیبانی کو دیکھ کر مطمئن ہو گئے، کیونکہ آپ نے امام محمد کا نام اور علمی مقام سُن رکھا تھا، اُدھر امام محمد بھی امام شافعی کی گفتگو سے یہ سمجھ گئے کہ ان پر گورنر کی طرف سے لگایا گیا الزام جھوٹا ہے، چنانچہ امام محمد نے خلیفہ کے سامنے امام شافعی کے حق میں گواہی دی، اور فرمایا کہ شافعی پر جس بغاوت کا الزام لگایا گیا ہے، وہ ان کی شان سے بہت بعید ہے، چنانچہ خلیفہ نے امام محمد سے کہا کہ شافعی کو اپنے ساتھ لے جایئے، یہاں تک کہ میں شافعی کے بارے میں کوئی فیصلہ کرلوں۔

اس طرح امام شافعی کو اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش سے نجات عطا فرمائی، اور امام صاحب یمن سے بغداد منتقل ہوئے، اور امام محمد رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن کی کتابوں پر ساٹھ دینار خرچ کیے، پھر میں نے ان کی کتابوں میں مذکور مسائل پر تدبر اور غور وفکر کیا (الشافعی محمد ابوزہرۃ، ص۲۲، آداب الشافعی ومناقبہ، ص۲۴ تا ۲۶) [1]

---

[1] أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ :حَدَّثَنِى أَبُو بِشْرِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادٍ الدُّولابِىُّ فِى طَرِيقِ مِصْرَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِدْرِيسَ وَرَّاقُ الْحُمَيْدِىِّ، قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِىَّ، يَقُولُ عَنِ الشَّافِعِىِّ، قَالَ ......وَكُنْتُ بِنَجْرَانَ، وَبِهَا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمَدَانِ، وَمَوَالِى ثَقِيفٍ، وَكَانَ الْوَالِى إِذَا أَتَاهُمْ صَانَعُوهُ، فَأَرَادُونِى عَلَى نَحْوِ ذَلِكَ، فَلَمْ يَجِدُوا ذَلِكَ عِنْدِى، وَتَظَلَّمَ عِنْدِى نَاسٌ كَثِيرٌ فَجَمَعْتُهُمْ، فَقُلْتُ :اخْتَارُوا سَبْعَةَ نَفَرٍ مِنْكُمْ، فَمَنْ عَدَّلُوهُ كَانَ عَدْلا، وَمَنْ جَرَّحُوهُ كَانَ مَجْرُوحًا .فَجَمَعُوا لِى سَبْعَةً مِنْهُمْ، فَجَلَسْتُ لِلْحُكْمِ، فَقُلْتُ لِلْخُصُومِ :تَقَدَّمُوا، فَإِذَا شَهِدَ الشَّاهِدُ عِنْدِى، الْتَفَتُّ إِلَى السَّبْعَةِ، فَإِنْ عَدَّلُوهُ كَانَ عَدْلا، وَإِنْ جَرَّحُوهُ، قُلْتُ :زِدْنِى شُهُودًا .فَلَمَّا أَتَيْتُ عَلَى ذَلِكَ، جَعَلْتُ أُسَجِّلُ وَأَحْكُمُ، فَنَظَرُوا إِلَى حُكْمٍ جَارٍ، فَقَالُوا :إِنَّ هَذِهِ الضِّيَاعَ وَالأَمْوَالَ الَّتِى تَحْكُمُ عَلَيْنَا فِيهَا، لَيْسَتْ لَنَا، إِنَّمَا هِىَ لِمَنْصُورِ بْنِ الْمَهْدِىِّ فِى أَيْدِينَا، فَقُلْتُ لِلْكَاتِبِ: اكْتُبْ وَأَقَرَّ فُلانُ بْنُ فُلانٍ الَّذِى وَقَعَ عَلَيْهِ حُكْمِى فِى هَذَا الْكِتَابِ :أَنَّ هَذِهِ الضَّيْعَةَ أَوِ الْمَالَ الَّذِى حَكَمْتُ عَلَيْهِ فِيهِ، لَيْسَتْ لَهُ، وَإِنَّمَا هِىَ لِمَنْصُورِ بْنِ الْمَهْدِىِّ .وَمَنْصُورٌ بَاقٍ عَلَى حُجَّتِهِ فِيهَا مَتَى قَامَ.قَالَ :فَخَرَجُوا إِلَى مَكَّةَ، فَلَمْ يَزَالُوا يَعْمَلُونَ حَتَّى رُفِعْتُ إِلَى الْعِرَاقِ، فَقِيلَ لِى :الْزَمِ الْبَابَ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا لا بُدَّ لِى مِنَ الاخْتِلافِ إِلَى بَعْضِ أُولَئِكَ.وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، جَيِّدَ الْمَنْزِلَةِ، فَاخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ، وَقُلْتُ :هَذَا أَشْبَهُ لِى مِنْ طَرِيقِ الْعِلْمِ، فَلَزِمْتُهُ، وَكَتَبْتُ كُتُبَهُ، وَعَرَفْتُ قَوْلَهُمْ، وَكَانَ إِذَا قَامَ نَاظَرْتُ أَصْحَابَهُ (آداب الشافعى ومناقبه، ص ۲۴ تا ۲۶)

Idara Ghufran

علمِ حدیث اورعلمِ فقہ کے جامع کی مکہ آمد

اس سے پہلے امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک سے بھی مدینہ میں استفادہ کر چکے تھے، اور موطا مالک کے حافظ تھے، اور علمِ حدیث میں بلند مقام کے حامل تھے، اب بغداد میں امام محمد رحمہ اللہ سے استفادہ کر کے علمِ فقہ میں بھی آپ نے بلند مقام حاصل کیا، اس طرح مالکی مذہب، اور حنفی مذہب دونوں کا امام شافعی رحمہ اللہ نے گہرائی سے مطالعہ کیا۔

چنانچہ بعض اہلِ علم نے امام شافعی کی تعریف میں فرمایا کہ مدینہ میں اس وقت کے سب سے بڑے عالم امام مالک بن انس تھے، تو امام شافعی سفر کر کے امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اُن کا علم حاصل کیا، اور عراق میں اس وقت کے سب سے بڑے عالم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تھے، امام شافعی رحمہ اللہ اُن کے جلیل القدر شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اُن سے بھرپور علمی استفادہ کیا، اس طرح علمِ حدیث اور علمِ فقہ دونوں کا علم امام شافعی رحمہ اللہ میں جمع ہو گیا۔

اس زمانہ میں امام شافعی رحمہ اللہ، بغداد میں امام محمد رحمہ اللہ کے پاس کچھ عرصہ رہے، بعض اہلِ علم نے امام شافعی کی یہ مدتِ اقامت دو سال بیان فرمائی ہے، اس کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ، امام محمد سے استفادہ کردہ کتب کے ذخیرہ کے ساتھ بغداد سے مکہ تشریف لائے، اور حرمِ مکی میں درس دینے لگے، حج کے زمانہ میں آپ کا حلقۂ درس اور زیادہ وسیع ہو جاتا، اور دُور دراز سے آنے والے لوگ بھی آپ سے علم حاصل کرتے، اسی دوران امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے آپ سے ملاقات کی، اور آپ کے پاس ایک نئی فقہ کا علم دیکھا، یہ فقہ نہ تو صرف اہلِ مدینہ یعنی امام مالک کا فقہ تھا، اور نہ ہی اہلِ عراق یعنی امام ابوحنیفہ کا فقہ تھا، بلکہ ان دونوں فقہ سے اخذ کردہ تھا، جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب اللہ، سنتِ رسول، علومِ عربیہ، قیاس اور رائے، سب کو جمع کر کے مرتب کیا تھا۔

امام شافعی نے تقریباً نو سال مکہ میں قیام فرمایا، اور کیونکہ امام شافعی دو فقہی دھاروں سے استفادہ کر چکے تھے، جن میں سے ایک پر روایت کا غلبہ تھا، اور دوسری پر درایت کا غلبہ تھا، اور دونوں فقہوں کو تحقیق اور مذاکرہ کے ذریعہ پرکھ چکے تھے، اس لئے اب امام صاحب رحمہ اللہ نے ان دونوں فقہوں کو سامنے رکھ کر ان کے مسائل و دلائل میں کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے ذوق و مزاج اور فقہی بصیرت کے مطابق اخذ و ترجیح کا سلسلہ شروع کیا۔

Idara Ghufran

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بہت غوروفکر کے بعد کتاب وسنت سے مسائل کے استخراج اور استدلال کے لئے اور احکام میں ناسخ اور منسوخ کی پہچان کے لئے کچھ قواعد اور ضوابط مقرر کرنا شروع کیے، اور دلائلِ شرعیہ میں سنت کے مقام اور اس میں صحیح اور ضعیف کی درجہ بندی کی تحقیق فرمائی، نیز کتاب وسنت سے مسائل کی تخریج کیسے کی جائے گی، اور اس موقعہ پر اجتہاد کے قاعدے اور ضابطے کیا ہوں گے؟ اسی طرح مجتہد کے لئے اجتہاد کرنے میں کیا حدود ہوں گی، جن سے تجاوز کرنا مجتہد کے لئے منع ہوگا، تاکہ اجتہاد میں غلطی سے حفاظت ہو، ان مسائل پر آپ نے تحقیق کرنا شروع کی، لیکن کیونکہ مدینہ میں امام مالک رحمہ اللہ کا انتقال ہو چکا تھا، اور مکہ میں اب ایسا کوئی بڑا عالم نہیں تھا، جس سے ان قابلِ تحقیق اُمور میں آپ مشاورت کر سکتے، اس غرض کے لئے آپ نے دوبارہ بغداد جانے کا ارادہ فرمایا، جہاں اس وقت کے ایسے اہلِ علم موجود تھے، جو بیک وقت حدیث اور فقہ کے ماہر تھے، چنانچہ محمد زعفرانی کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ دوسری مرتبہ بغداد میں سنہ ۱۹۵ھ میں تشریف لائے، اور دو سال بغداد میں قیام کرنے کے بعد مکہ تشریف لے گئے، اس کے بعد تیسری مرتبہ بغداد میں سنہ ۱۹۸ھ میں آئے، اور چند مہینے کے قیام کے بعد واپس مکہ تشریف لے گئے۔

ابو فضل زجاج کا بیان ہے کہ جس وقت امام شافعی بغداد میں تشریف لائے، وہاں کی جامع مسجد میں چالیس پچاس علمی اور درسی حلقے جاری تھے، امام شافعی اپنے حلقہ میں بیٹھ کر حاضرین سے کہتے تھے، قال اللہ وقال الرسول، جبکہ وہ لوگ قال اصحابنا کہتے تھے، چنانچہ کچھ دنوں کے بعد مسجد میں امام شافعی کا علمی حلقہ سب سے ممتاز اور نمایاں ہو گیا، امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں ناصرُ الحدیث (یعنی حدیث کا خدمت گار) کے لقب سے مشہور ہو گیا، امام شافعی کی علمِ حدیث کی اس عظیم الشان خدمت کی بناء پر امام مزنی کے حوالہ سے منقول ہے کہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی، تو انہوں نے امام شافعی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ جسے مجھ سے اور میری سنت سے محبت ہو، وہ محمد بن ادریس شافعی مطلبی کے ساتھ رہے، اس لئے کہ وہ مجھ سے ہیں، اور میں اُن سے ہوں۔

یہ خواب مبشرات میں سے ہے، سب اہلِ علم وفضل کے حق میں ایسے مبشرات ملتے ہیں، جن سے ان کی مقبولیت اور جلالتِ قدر کی تائید تو ضرور ہوتی ہے، لیکن ان کی بنیاد پر ایک کی دوسرے پر ترجیح اور دوسروں کی تنقیص کسی بھی طرح روا نہیں (تہذیب الکمال، ج ۲۴، ص ۳۷۵)

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تذکرۂ اولیاء حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ (قسط۴) مولانا محمد ناصر

اولیاءکرام اورسلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

اسلام قبول کرنے کے بعد مشکلات کا سامنا

سب سے پہلا مسلمان کون ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی تبلیغ شروع کی، تو سب سے پہلے مسلمان کون ہوا؟

اس سلسلہ میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، جبکہ بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے، اسی طرح حضرت زید بن حارثہ کے بارے میں بھی پہلے مسلمان ہونے کا قول منقول ہے۔

محدثین نے تطبیق اس طرح دی ہے کہ مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر، عورتوں میں حضرت خدیجہ، بچوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ [۱]

آزمائش کی ابتداء اور والدہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والے ابتدائی لوگوں میں سے تھے، آپ رضی اللہ عنہ مکہ کے معزز لوگوں میں شمار ہوتے تھے، اس لئے آپ کا اسلام قبول کرنا مشرکینِ مکہ کے لئے زیادہ غصہ کا باعث بنا۔

چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب ابتدائے اسلام میں مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۳۹ مسلمان ہوگئے، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا کہ اپنے آپ کو ظاہر کیا جائے، مگر نبی صلی اللہ

---

[۱] وقد اختلف أهل العلم فى هذا، فقال بعضهم :أول من أسلم أبو بكر الصديق وقال بعضهم :أول من أسلم على، وقال بعض أهل العلم :أول من أسلم من الرجال أبو بكر، وأسلم على وهو غلام ابن ثمان سنين، وأول من أسلم من النساء خديجة (ترمذى، تحت رقم الحديث ۳۷۳۴)

عن محمد بن إسحاق، قال :أسلم زيد بن حارثة بعد على رضى الله عنه فكان أول من أسلم بعده (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۴۶۵۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ابھی تھوڑے ہیں، حضرت ابوبکر نے پھر اصرار کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انکار فرمایا، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہوگئے، اب جتنے مسلمان تھے، سب مسجد میں آ کر بیٹھ گئے، ابوبکر خطبہ دینے کھڑے ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں مشرکوں کو خبر ہوگئی، انہوں نے مسجد میں گھس کر حملہ کردیا، اور مسلمانوں کو انتہائی ظالمانہ طریقہ پر زدوکوب کرنا شروع کیا، عتبہ بن ربیعہ ایک نہایت ظالم اور بدبخت آدمی تھا، وہ حضرت ابوبکر کی طرف لپکا، اور آپ کو اس بے دردی کے ساتھ مارنا شروع کیا، کہ ناک چپٹی ہوکر چہرہ سے مل گئی، بنوتیم کو جو حضرت ابوبکر کا قبیلہ تھا، خبر ہوئی، تو دوڑے ہوئے مسجد میں آئے، اور مشرکوں کو وہاں سے ہٹا کر حضرت ابوبکر کو ان کے گھر لے گئے، ان لوگوں کو اب حضرت ابوبکر کی موت میں کوئی شک نہیں تھا۔

ابوبکر بے ہوشی میں تھے، تھوڑی دیر میں ان کو ہوش آیا، اور بنوتیم اور ان کے والد ابوقحافہ نے ان سے بات کرنی چاہی، تو انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

بنوتیم کو اس پر غصہ آ گیا، اور وہ ان کو ملامت کرتے ہوئے چل دیئے، اب حضرت ابوبکر نے اپنی والدہ اُم الخیر سے یہی سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ مگر ان کو بھی پتہ نہیں تھا، آخر حضرت عمر کی بہن اُمِ جمیل آئیں، اور ان سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت کے ساتھ ہیں، اور دارِارقم میں ہیں، تو اطمینان ہوا، لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ میں اس وقت تک کچھ کھاؤں پیوں گا نہیں، جب تک خود چل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں، میں نے اس کی قسم کھالی ہے۔

چنانچہ اسی حالت میں حضرت ابوبکر، اُمِ جمیل اور اپنی والدہ اُم الخیر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، چہرۂ انور دیکھتے ہی گر پڑے، اور اسے بوسہ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی یہ حالت دیکھی، تو آپ کا بھی دل بھر آیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ اور حضرت ابوبکر کی والدہ اُم الخیر نے بھی اسی دن اسلام قبول کیا (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، لمحب الدین الطبری، ص۷۵، وص۷۶، وصدیقِ اکبر، مرتبہ: سعید احمد اکبرآبادی، ص۳۲، مطبوعہ: ادارۂ اسلامیات)

حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ اور نبی ﷺ کی معیت

جب مکہ کے مشرکوں کا ظلم وستم روز بروز بڑھنے لگا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا، حضرت ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی برداشت نہیں کرسکتے تھے،

Idara Ghufran

لیکن اس ہجرت کا مقصد صرف ظلم وستم سے بچنا نہیں، بلکہ اسلام کی تبلیغ کرنا بھی تھا، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کرلیا، مگر اللہ تعالیٰ کو حضرت ابوبکر کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائیگی منظور نہیں تھی، اس لئے قدرت کی طرف سے حضرت ابوبکر حبشہ کی طرف ہجرت نہ کرسکے، بلکہ مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہے۔

حضرت ابوبکر کو اسلام قبول کرنے پر مشرکوں کی طرف سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ کو اپنی تکلیفوں کی فکر کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفوں سے بچانے کی فکر تھی، جب کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی مصیبت اور تکلیف میں ہوتے، تو جیسے ہی آپ کو اطلاع ملتی، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جاتے۔ چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے کسی ایسے سخت واقعے کے متعلق بتائیے جو مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو؟ انہوں نے کہا کہ ایک دن کچھ قریشی جوان حجرِ اسود کے قریب جمع تھے، میں بھی ان کے قریب تھا، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے جیسا صبر اس آدمی پر کیا ہے کسی اور پر کبھی نہیں کیا، اس نے ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف کہا، ہمارے آباؤ اجداد کو برا بھلا کہا، ہمارے دین میں عیب نکالے، ہماری جماعت کو منتشر کیا اور ہمارے معبودوں کو برا کہا، ہم نے ان کے معاملے میں بہت صبر کرلیا، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہوئے آگے بڑھے، اور حجر اسود کا استلام کیا، اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گذرے، اس دوران وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باتوں میں عیب نکالتے ہوئے ایک دوسرے کو اشارے کرنے لگے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر اس کے اثرات محسوس ہوئے، تین چکروں میں اسی طرح ہوا، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہِ قریش! تم سنتے ہو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے، میں تمہارے پاس قربانی لے کر آیا ہوں، لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جملے پر بڑی شرم آئی، اور ان میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جس کے سر پر پرندے بیٹھے ہوئے محسوس نہ ہوتے ہوں (یعنی اُن لوگوں نے خاموشی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سُن لی، اور کچھ نہ کہہ سکے) یہاں تک کہ اس سے پہلے جو آدمی انتہائی سخت تھا وہ اب اچھی بات کہنے لگا کہ ابوالقاسم! آپ خیر وعافیت کے ساتھ تشریف لے جائیے، واللہ آپ ناواقف نہیں ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے۔ اگلے دن وہ لوگ پھر حجرِ اسود

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے قریب جمع ہوگئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا، وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ پہلے تو تم نے ان سے پہنچنے والی صبر آزما باتوں کا تذکرہ کیا، اور جب وہ تمہارے سامنے آئے، تو جو تمہیں پسند نہ تھا، تم نے انہیں چھوڑ دیا، ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، وہ سب اکٹھے کود ے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے میں لے کر کہنے لگے کہ کیا تم ہی ہمارے معبودوں اور ہمارے دین کے بارے میں اس طرح کہتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! میں ہی اس طرح کہتا ہوں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے آپ کی چادر کو گردن سے پکڑ لیا (اور گھونٹنا شروع کردیا) یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں روتے ہوئے کھڑے ہوئے، اور کہتے جارہے تھے کہ کیا تم ایک آدمی کو صرف اس وجہ سے قتل کردو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، اس پر وہ لوگ واپس چلے گئے، یہ سب سے سخت دن تھا جس میں قریش کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت اذیت پہنچی۔ [۱]

اس طرح کے اور بھی کئی واقعات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت سے موقعوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں موجود رہے۔

---

[۱] عُرُوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ :قُلْتُ لَهُ :مَا أَكْثَرَ مَا رَأَيْتَ قُرَيْشًا أَصَابَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ، فِيمَا كَانَتْ تُظْهِرُ مِنْ عَدَاوَتِهِ؟ قَالَ :حَضَرْتُهُمْ وَقَدِ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا :مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَبَرْنَا عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ قَطُّ، سَفَّهَ أَحْلَامَنَا، وَشَتَمَ آبَاءَنَا، وَعَابَ دِينَنَا، وَفَرَّقَ جَمَاعَتَنَا، وَسَبَّ آلِهَتَنَا، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ، أَوْ كَمَا قَالُوا :قَالَ :فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ يَمْشِي، حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ طَائِفًا بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا أَنْ مَرَّ بِهِمْ غَمَزُوهُ بِبَعْضِ مَا يَقُولُ، قَالَ :فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ مَضَى، فَلَمَّا مَرَّ بِهِمُ الثَّانِيَةَ، غَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا، فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ مَضَى، ثُمَّ مَرَّ بِهِمُ الثَّالِثَةَ، فَغَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا، فَقَالَ " :تَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ "، فَأَخَذَتِ الْقَوْمَ كَلِمَتُهُ، حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا كَأَنَّمَا عَلَى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ، حَتَّى إِنَّ أَشَدَّهُمْ فِيهِ وَصَاةً قَبْلَ ذَلِكَ لَيَرْفَؤُهُ بِأَحْسَنِ مَا يَجِدُ مِنَ الْقَوْلِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَقُولُ : انْصَرِفْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، انْصَرِفْ رَاشِدًا، فَوَاللهِ مَا كُنْتَ جَهُولًا، قَالَ :فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ، اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ وَأَنَا مَعَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ :ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ، حَتَّى إِذَا بَادَأَكُمْ بِمَا تَكْرَهُونَ تَرَكْتُمُوهُ فَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ، إِذْ طَلَعَ عليهم رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَثَبُوا إِلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَأَحَاطُوا بِهِ، يَقُولُونَ لَهُ :أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا؟ لِمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِينِهِمْ، قَالَ :فَيَقُولُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :نَعَمْ، أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ "، قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهِ، قَالَ :وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، دُونَهُ، يَقُولُ وَهُوَ يَبْكِي :(أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ) ؟ ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَأَشَدُّ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا بَلَغَتْ مِنْهُ قَطُّ

(مسند احمد، رقم الحديث ٧٠٣٦) قال شعيب الارنؤوط: إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

پہلا مسلمان بچہ

پیارے بچو! آپ جانتے ہو کہ وہ پہلا مسلمان بچہ کون ہے، جس نے اسلام قبول کیا، اور مسلمان ہونے کے بعد اسلام کے راستے میں اللہ کے لئے تکلیفیں برداشت کیں، اور اسلام کو پھیلانے کے لئے کوششیں کیں؟

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت بچہ تھے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا، اور غلاموں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام یعنی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول، اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں میں آپ کے ساتھ آپ کے گھر میں ہی رہتے تھے، اس لئے جب حضرت خدیجہ اور گھر کے دوسرے لوگوں نے اسلام قبول کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شمار اُن صحابہ میں ہوتا ہے، جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی یہ خوشخبری سنادی تھی کہ آپ جنت میں جاؤ گے، یہ صحابہ تعداد میں دس تھے، ان دس صحابہ کو عشرۂ مبشرہ بھی کہا جاتا ہے، عشرۂ مبشرہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب ہے، خوشخبری دیئے ہوئے لوگ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ برتری بھی حاصل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے پیاری بیٹی، جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔

اس برکت والے نکاح میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان جیسے بڑے بڑے صحابہ شریک ہوئے تھے، اور صحابہ کرام کہتے تھے کہ اس شادی سے اچھی کوئی شادی بھی ہم نے نہیں دیکھی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں حضرت علی کے بیٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں نواسوں سے بہت محبت فرماتے تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ

Idara Ghufran

وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنت کے جوانوں کا سردار بتایا ہے۔

پیارے بچو! حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے، اور آپ کی بہادری بہت مشہور تھی۔

کافروں کے ساتھ مسلمانوں کی جو سب سے پہلی جنگ ہوئی، اس کا نام جنگِ بدر ہے، جنگِ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً بیس سال تھی، جنگِ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی خاص تلوار دی تھی، جس کا نام ذوالفقار تھا، اور مسلمان فوج کے ایک دستہ کا جھنڈا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جنگِ بدر شروع ہونے سے پہلے کافروں کا سردار ولید بن عتبہ نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ جنگ کے لئے للکارا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرمایا کہ اس کافر سردار کے ساتھ مقابلہ کریں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقابلہ شروع ہوتے ہی فوراً اپنے مقابل کا کام تمام کردیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ بدر کے علاوہ اور بھی کئی جنگوں میں شریک ہوئے، اور بہت سارے کافروں کو موت کا راستہ دکھایا۔

جنگِ بدر کے بعد مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہونے والی دوسری جنگ کا نام جنگِ اُحد ہے، جنگِ اُحد میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کافروں کے ساتھ سخت مقابلہ کیا، اس جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ چوٹیں آئی تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لائے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چوٹوں کو صاف کیا۔

مسلمانوں کی یہودیوں کے ساتھ بھی جنگ ہوئی تھی، اس جنگ کا نام جنگِ خیبر ہے۔

جنگِ خیبر میں یہودیوں کا ایک سردار تھا، جس کا نام مرحب تھا، یہودی اسے بہت بہادر سمجھتے تھے، اور مرحب بھی بہت غرور کرتا تھا، اور سمجھتا تھا کہ مجھے جنگ میں کوئی بھی شکست نہیں دے سکتا۔

مسلمانوں نے کئی دن تک مرحب کے قلعے کو گھیرے میں لیے رکھا، لیکن مرحب کا قلعہ فتح نہ ہوا۔

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس آدمی کے ہاتھ سے قلعہ کو فتح فرمائیں گے، اگلے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان فوج کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے سردار مرحب کے ساتھ مقابلہ کیا، اور اسے قتل کیا، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس جنگ میں بھی فتح اور کامیابی عطا فرمائی۔

Iqra Ghufran

بزمِ خواتین مولانا طلحہ مدثر

⌘ گھریلو ناچاقی اور اس کے اسباب (قسط ۱)

معزز خواتین! آجکل بہت کثرت سے ایسے واقعات سننے اور دیکھنے میں آتے ہین کہ جن گھروں میں کبھی ناچاقی اور لڑائی جھگڑے کے حالات پیش نہیں آتے تھے ان گھروں میں بھی جب اولاد کی شادی کر دی جاتی ہے تو آئے دن ہنگامہ آرائی اور قطع تعلقی کی خبریں موصول ہونے لگتی ہیں جبکہ شادی کا ہوجانا نعوذ باللہ خود کوئی ایسا قبیح اور منحوس عمل تو ہے نہیں کہ ان فسادات اور لڑائیوں کو اس کا نتیجہ قرار دیا جائے بلکہ وہ تو ایک ضرورت اور عبادت ہے پھر کیا وجہ ہے کہ شادی کے بعد ہی ایسے اختلافات کی کثرت ہوجاتی ہے؟ درحقیقت بات یہ ہے کہ ان سارے اختلافات کی اصلی وجہ شادی نہیں ہے بلکہ دین سے دوری اور گھر کے بڑوں میں غیر سنجیدگی اور بڑے پن کا مظاہرہ نہ کرنا اور چھوٹوں میں عدم برداشت اور بڑوں کی عزت نہ کرنا ہے، اگرچہ ان اختلافات میں مرد حضرات بھی شریک ہوتے ہیں لیکن ان کا زیادہ تر کردار عورتیں ہوتی ہیں جو کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو محسوس کرتی ہیں اور نظرانداز کرنے والی اور غیر قابل ذکر معمولی باتوں کو بھی خوب بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کو ہر آئے گئے کے سامنے بیان کرتی ہیں۔

شوہر سارا دن کاروباری مصروفیات کی وجہ سے باہر گزارنے کے بعد رات کو تھک ہار کر آرام حاصل کرنے گھر آتا ہے تو بیگم صاحبہ نے الگ ان کے لئے تحفتاً شکایتوں کی ایک لمبی تحریر سنبھال کر رکھی ہوتی ہے جبکہ دوسری طرف والدہ یا بہنیں الگ اپنے گلے شکووں کا ایک مجموعہ بیٹے یا بھائی کو نذرانے کے طور پر پیش کرتی ہیں پھر کچھ مرد تو محبت میں مغلوب ہوکر جانبداری والا فیصلہ کر لیتے ہیں اور کچھ الفاظ کی تیزی سے متاثر ہوکر اسی طرف مائل ہوجاتے ہیں، جو چند آٹے میں نمک کے برابر افراد منصفانہ مزاج رکھتے ہیں وہ بے چارے ساری رات معاملات کی تفتیش وتحقیق میں اکیلے جاگتے ہیں جبکہ دونوں مدعی فریق خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہوتے ہیں اور پھر صبح ہونے پر اپنے عزیز واقارب میں مصلح اور سنجیدہ افراد سے مشورہ اور معاملات پر تبادلہ خیال کرتے ہیں اور ابھی وہ گذشتہ رات کے معاملات کو حل بھی نہیں کر پاتے کہ اگلی رات کو ان کی بے بس عدالت میں نئے دعوے دائر کر دیئے جاتے ہیں، ایسے حالات میں اچھے خاصے صحت مند افراد بھی بلڈ پریشر اور ڈیپریشن کی دوائیاں کھاتے نظر آتے ہیں اور اس صورتحال کی ذمہ دار

Idara Ghufran

خواتین کے وہ دونوں فریق ہوتے ہیں جو اپنے خام خیال میں خود کو دنیا کی مظلوم ترین عورت تصور کرتی ہیں۔

معزز خواتین! مذکورہ سطور لکھنے کا مقصد دونوں فریقوں (لڑکے کی والدہ اور سسرال والے اور لڑکی اور بہو) میں سے کسی ایک کی حوصلہ شکنی کرنا یا اس کی اہمیت کو گرانا اور دوسرے کو فوقیت دینا نہیں ہے بلکہ ایسے عوامل اور اسباب کا بتانا ہے جس کی وجہ سے یہ ماحول پیدا ہوتا ہے کہ جس میں چند خوشی کے لمحات ملنا بھی دشوار اور مشکل ہو۔

اگر حقیقت پسند ہو کر اور انصاف کے تقاضے کو مدنظر رکھ کر ایسے معاملات اور لڑائیوں میں غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ہر گھر میں ایسے معاملات اور حالات کا ذمہ دار مکمل طور پر صرف ایک فریق نہیں ہوتا بلکہ دونوں فریق ہی اس صورتحال کے ذمہ دار ہوتے ہیں، فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ کسی جگہ ایک فریق کی غلطی زیادہ ہوتی ہے اور کسی جگہ دوسرے فریق کی، مگر قصوروار دونوں ہی ہوتے ہیں، بہت ہی کم اور نا ہونے کے برابر ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جس میں صرف ایک فریق قصوروار ہو۔

ایسی صورتحال اور ماحول سے بچنے کے لئے یہ بات ضروری ہی کہ ہر خاتون اس بات میں غور وفکر کرے کہ دوسری خاتون یا رشتہ دار کے کیا کیا حقوق میرے ذمہ ہیں اور پھر ان حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرے آج ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ہمیں دوسرے کی ذمہ داریوں کا بھی پتہ ہوتا ہے اور ان حقوق کا بھی جن کی ادائیگی دوسرے کے ذمہ لازمی ہے لیکن اس کے برعکس اپنی ذمہ داریاں اور دوسرے کے وہ حقوق جو خود اپنی ذات پر لازم ہیں ان سے بالکل لاپرواہی اور لاعلمی برتی جاتی ہے جیسے اس کی کوئی حیثیت اور اہمیت ہی نہیں ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دونوں فریقوں (لڑکی اور لڑکے کے گھر والوں) کے لئے کچھ ہدایات اور گزارشات تحریر کی جاتی ہیں جن پر عمل کرنے اور ان کی رعایت رکھنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان گھریلو فتنوں سے حفاظت رہے گی۔

معزز خواتین! لڑکی کے گھر والوں کو کسی جگہ نکاح اور رشتہ کرنے سے پہلے لڑکے اور اس کے گھر والوں کے بارے میں اچھی طرح تحقیق کر لینی چاہئے اور خاص طور پر اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اگرچہ لڑکی کا زیادہ تعلق شوہر سے ہوتا اور اس کو راضی رکھنے کی بہت اہمیت ہے لیکن لڑکی کا سابقہ سسرال میں صرف شوہر سے نہیں ہوتا ہے لہٰذا کسی جگہ رشتہ کرنے سے پہلے سسرال والوں کے بارے میں اچھی طرح تحقیق کر لینی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

چاہیے۔بعض اوقات صرف لڑکے کے بارے میں تحقیق کو کافی سمجھا جاتا ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر لڑکا اچھا ہے تو ہماری لڑکی کو کوئی شکایت نہیں ہوگی جبکہ یہ سوچ غلط ہے،میاں بیوی کے آپس کے تعلقات پر لڑکے کے گھر والوں سے اچھے یا بُرے تعلقات کا اثر پڑتا ہے اور بعض اوقات گھر کے دیگر افراد کی وجہ سے میاں بیوی کے تعلقات خراب ہوتے ہیں جو بعد میں لڑائی جھگڑے کا سبب بنتے ہیں۔

لڑکی کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ وہ اپنے گھر کے مانوس ماحول سے ایک بالکل الگ اور نئے ماحول میں جارہی ہوتی ہے لہٰذا اس کو شروع شروع میں مشکلات اور اکتاہٹ کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ لڑکی اس بات کی کوشش کرے کہ سارے سسرال والے اس کے اپنے گھر کے مانوس ماحول کے مطابق ڈھل جائیں یا وہ اس بات کی کوشش کرنے لگے کہ بس کسی طرح لڑکے اور اس کے گھر والوں کے درمیان غلط فہمی پیدا ہو اور سسرال والوں سے الگ ہوجائے اگرچہ شادی کے بعد اولاد کو الگ کردینا بہتر ہے لیکن جب تک وسائل یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہ ہو اس کے درپے نہ ہوا جائے بلکہ خود کو سسرال کے ماحول اور اطوار میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے،عقلی اور اخلاقی تقاضہ یہی ہی کہ گھر کے تمام افراد کے مزاج کو بدلنے کے بجائے ایک شخص کے مزاج کو تبدیل کیا جائے جو سب کے مزاج بدلنے کی نسبت کئی گُنا آسان ہے۔

اور اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ سسرال والوں کے سامنے ہر معاملے میں اپنے میکہ(ماں کے گھر)کے طور طریقوں کا ذکر نہ کیا جائے بلکہ جیسے سسرال کے بڑے کہہ دیں اس کے مطابق عمل کرلیا جائے ،سسرال والوں پر اپنے گھر کے طور طریقے مسلط کرنا ناچاقی اور لڑائی جھگڑوں کا سبب بنتا ہے۔(جاری ہے)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مال میں زیادتی کے لئے سوال کرنا، انگاروں کا سوال کرنا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ

(مسلم، رقم الحدیث، ۱۰۴۱ "۱۰۵"، باب کراھة المسألة للناس)

ترجمہ: جو لوگوں سے اُن کا مال (صرف) اپنا مال بڑھانے کی غرض سے سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، تو وہ درحقیقت انگاروں کا سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، اب (اس کی مرضی ہے کہ) چاہے تو کم مانگے، یا زیادہ مانگے (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرَ جَهَنَّمَ، فَلْيَسْتَقِلَّ مِنْهُ أَوْ لِيُكْثِرْ (ابن ماجه، رقم الحديث ۱۸۳۸، بَابُ مَنْ سَأَلَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے اُن کا مال (صرف) اپنا مال بڑھانے کی غرض سے سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، تو وہ درحقیقت جہنم کے انگاروں کا سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، اب (اس کی مرضی ہے کہ) چاہے تو کم مانگے، یا زیادہ مانگے (ابن ماجہ)

Idara Ghufran

سخاوتِ نفس مال کی برکت اور اشرافِ نفس بے برکتی کا باعث

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ: يَا حَكِيْمُ، إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، قَالَ حَكِيْمٌ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا (بخاری، رقم الحدیث ۱۴۷۲، باب الاستعفاف عن المسألة)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ تو آپ نے مجھے دیدیا، میں نے پھر آپ سے مانگا تو آپ نے مجھے دیدیا، میں نے پھر آپ سے مانگا تو آپ نے مجھے دیدیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حکیم! یہ مال سرسبز وشاداب اور میٹھا ہے، جو اس کو سخاوتِ نفس (اور فراخ دلی، نہ کہ لالچ) کے ساتھ لے، تو اس میں برکت دی جاتی ہے، اور جو اس کو نفس کی لالچ کے ساتھ لے تو اس میں برکت نہیں رہتی اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حضرت حکیم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا، یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں (بخاری)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مال کے حقوق ادا کرنا، مال میں برکت کا ذریعہ ہے

حضرت معبد جہنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ مُعَاوِيَةُ، قَلَّمَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، وَيَقُولُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَلَّمَا يَدَعُهُنَّ، أَوْ يُحَدِّثُ بِهِنَّ فِي الْجُمَعِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوٌ خَضِرٌ، فَمَنْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٨٣٧)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت کم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے، البتہ یہ کلمات اکثر جگہوں پر اور جمعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ذکر کرتے تھے کہ اللہ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں، اور یہ دنیا کا مال بڑا میٹھا اور سرسبز وشاداب ہے، سو جو شخص اسے اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا کا مال ودولت جو سرسبز وشاداب اور میٹھا معلوم ہوتا ہے، تو یہ اسی وقت ہے، جبکہ اس مال کے حقوق مثلاً زکاۃ وغیرہ ادا کیے جائیں، اور جن لوگوں کے حقوق اس مال سے وابستہ ہیں، اُن کے حقوق بھی ادا کیے جائیں، ایسے مال میں برکت شامل کردی جاتی ہے۔

Idara Ghufran

صدقہ سے برکت اور بخل سے تنگی ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ مَثَلَ الْمُنفِقِ الْمُتَصَدِّقِ، وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ -أَوْ جُنَّتَانِ -مِنْ حَدِيدٍ، مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلٰى تَرَاقِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ الْمُنفِقُ أَنْ يُنفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ أَوْ مَرَّتْ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ، وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا، حَتَّى إِذَا أَخَذَتْهُ بِتَرْقُوَتِهِ -أَوْ بِرَقَبَتِهِ -، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ :أَشْهَدُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُوَسِّعُهَا، فَلَا تَتَّسِعُ، قَالَ طَاوُسٌ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِيَدِهٖ وَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ (نسائی، صدقة البخيل، مسلم، رقم الحديث ۱۰۲۱"۷۵")

ترجمہ: صدقہ کے ذریعہ خرچ کرنے اور بخیل (وکنجوس) آدمی کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے، جن پر لوہے کی دو زرہیں ہیں، جو کہ اس کے سینہ سے لے کر ہنسلی تک ہے، جس وقت (صدقہ کے ذریعہ) خرچ کرنے والا خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کی زرہ لمبی چوڑی ہو جاتی ہے اور اس کے قدم تک کو وہ ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے چلنے کے نشان مٹ جاتے ہیں۔ اور جس وقت بخیل (وکنجوس) آدمی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ سمٹ جاتی ہے اور اس کی ہر کڑی دوسری کڑی کو پکڑ لیتی ہے یہاں تک کہ اس کی گردن یا ہنسلی بھی پھنس جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اس کو کشادہ کرنے کا اشارہ فرماتے لیکن وہ زرہ کشادہ نہ ہوتی ہو (نسائی، مسلم)

معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے والوں کے خرچ کرنے سے برکت اور بخیل کے خرچ کرنے سے تنگی ہوتی ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

عُشر کے نصاب کی تحقیق (قسط۱)

عشر کے نصاب کی تحقیق پر مفتی محمد رضوان صاحب نے ایک تفصیلی مضمون تحریر کیا ہے، جس کو ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے......(ادارہ)

زمین کی پیداوار یا فصل میں عشر واجب ہونے کا کوئی نصاب مقرر ہے یا نہیں؟ یعنی سونے، چاندی وغیرہ کی زکاۃ کی طرح زمین کی پیداوار یا فصل کی بھی کوئی ایسی مخصوص مقدار مقرر ہے یا نہیں کہ جس سے کم پر عشر واجب نہ ہو، بلکہ اتنی یا اس سے زیادہ پر ہی واجب ہو؟ اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کسی پیدوار میں عشر واجب ہونے کے لئے اس پیداوار یا فصل کی کوئی مخصوص مقدار یا نصاب مقرر نہیں، اور پیداوار یا فصل تھوڑی ہو یا زیادہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس سب کا عُشر ادا کرنا واجب ہے۔

اور حضرت مجاہد وحضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ کی طرف بھی یہی قول منسوب ہے۔

جبکہ اس کے برعکس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر تمام فقہائے کرام، مثلاً صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردانِ رشید امام ابو یوسف اور امام محمد اور دیگر جمہور فقہائے کرام (یعنی امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک) اور محدثین کے نزدیک زمین کی پیداوار یا فصل میں عشر واجب ہونے کے لئے پانچ وسق (تقریباً پچیس من) کی مقدار مقرر ہے، اس سے کم مقدار میں عشر واجب نہیں۔ [1]

---

[1] أجمع الفقهاء على أن التمر مما تجب فيه الزكاة، واختلفوا فى نصابه، فذهب المالكية والشافعية، والحنابلة، وأبو يوسف ومحمد من الحنفية وسائر أهل العلم إلى أن النصاب معتبر فى التمر كغيره من الثمار، وهو خمسة أوسق، وقال مجاهد وأبو حنيفة ومن تابعه :تجب الزكاة فى قليل ذلك وكثيره(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۴ ص۱۷، مادة "تمر")

اختلف الفقهاء فى اعتبار النصاب فى زكاة الثمار :فذهب المالكية والشافعية والحنابلة، وأبو يوسف ومحمد بن الحسن صاحبا أبى حنيفة إلى اعتبار النصاب فى وجوب الزكاة فى الثمار،وهو عندهم خمسة أوسق، فلا تجب الزكاة فيما دونها .ومما استدلوا به قول النبى صلى الله عليه وسلم :ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة .وذهب أبو حنيفة إلى عدم اعتبار النصاب فى وجوب الزكاة فتجب الزكاة عنده فى كثير الخارج وقليله .ومما استدل به عموم قوله تعالى :(أنفقوا من طيبات ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض) (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۵ ص۱۲، مادة "ثمار") ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

صاحبین وجمہور کا قول اور اس کے دلائل

اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردانِ رشید امام ابویوسف اور امام محمد سمیت جمہور فقہائے کرام (یعنی امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک) اور محدثینِ عظام کے نزدیک زمین کی پیداوار یا فصل میں عشر واجب ہونے کے لئے پانچ وسق کی مقدار مقرر ہے، اس سے کم مقدار میں عشر واجب نہیں۔ [1]

صاحبین اور جمہور فقہائے کرام نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے، وہ درجِ ذیل ہیں۔

(۱)......صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِّنَ الوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الإِبِلِ صَدَقَةٌ (بخاری ،رقم الحديث ۱۴۵۹ ،كتاب الزكاة، باب :ليس فيما دون خمس ذود صدقة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کی پانچ اوسق (یعنی تقریباً 25 من) سے کم مقدار میں صدقہ نہیں ہے، اور نہ ہی پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم یا ساڑھے باون تولہ) چاندی سے کم میں صدقہ ہے، اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ ہے (بخاری)

اس حدیث میں جس طرح چاندی کی زکاۃ کے نصاب کی مقدار کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح سے اونٹوں کی زکاۃ کے نصاب کی مقدار کو بھی بیان کیا گیا ہے، اور اسی طرح کھجور کے نصاب کی مقدار کو بھی بیان کیا گیا ہے، جس سے مراد ان حضرات کے نزدیک عشر ہی ہے، جس کو زمین کی پیداوار کی زکاۃ کہا جاتا ہے، کیونکہ اس حدیث میں الگ الگ اجناس کی زکاۃ کا بیان ہے، اور ان سب کی زکاۃ کو صدقہ کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن خصيف ، عن مجاهد ، قال :فيما أخرجت الأرض فيما قل منه ، أو كثر العشر ، أو نصف العشر (مصنف ابنِ ابی شيبة،رقم الحديث ۱۰۱۲۳ ، كتاب الزكاة، باب فی كل شيئ اخرجت الارض زكاة)

عبد الرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل قال كتب عمر بن عبد العزيز أن يؤخذ مما أنبتت الأرض من قليل أو كثير العشر (مصنف عبد الرزاق،رقم الحديث ۷۱۹۶،باب الخضر)

[1] قلت والحنطة والشعير والزبيب والذرة والسمسم والأرز وجميع الحبوب ففيه العشر قال نعم وهذا قول أبی حنيفة وقال أبو يوسف ومحمد لا يكون فی شیء من هذا عشر حتى يبلغ خمسة أوسق والوسق ستون صاعا مما يكون له ثمرة باقية وأما الخضر فلا عشر فيها(الأصل المعروف بالمبسوط، ج۲، ص۱۴۲ ، كتاب الزكاة، باب الذهب و الفضة و الركاز و المعدن الرصاص و النحاس و الحديد و الجواهر و غير ذلک)

Idara Ghufran

لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ پانچ وسق میں صدقہ واجب نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ مالِ تجارت والی اس کھجور وغیرہ میں زکاۃ واجب نہیں کہ جس کی مالیت دوسو درہم سے کم ہو۔

اور مدینہ منورہ میں اس وقت چونکہ کھجوروں کی پیداوار زیادہ اور عام تھی، اس لئے مذکورہ حدیث میں کھجوروں کا ذکر کردیا گیا ہے، ورنہ کھجوروں کے علاوہ دوسرے غلہ جات کا بھی یہی حکم ہے، جس کی وضاحت دوسری احادیث وروایات میں آئی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [۱]

(۲)......صحیح بخاری میں ہی ایک حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ فِيمَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ، وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ (بخاری) [۲]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) کی مقدار سے کم (زراعت) میں صدقہ واجب نہیں، اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ واجب ہے، اور نہ ہی پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم دراہم میں صدقہ واجب ہے (بخاری)

---

[۱] (ليس فيما دون خمسة أوسق من التمر صدقة وليس فيما دون خمس أواق) كجوار (من الورق) بكسر الراء الفضة (صدقة وليس فيما دون خمس ذود من الإبل صدقة) وهذا موضع الترجمة والحديث دليل على سقوط الزكاة فيما دون هذه المقادير من هذه الأعيان المذكورة خلافا لأبي حنيفة في زكاة الحرث، وتعلق الزكاة في كل قليل وكثير منه واستدل له بقوله -صلى الله عليه وسلم -فيما سقت السماء العشر وفيما سقى بنضح أو دالية نصف العشر وهذا عام في القليل والكثير .وأجيب :بأن المقصود من الحديث بيان قدر المخرج لا بيان المخرج منه قاله ابن دقيق العيد(ارشاد الساری للقسطلانی، ج۳ص۴۸، ۴۹، کتاب الزكاة، باب :ليس فيما دون خمس ذود صدقة)

وهو قول مالك، والثوري، والأوزاعي، والليث، وأبي يوسف، ومحمد، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، وأبي ثور.قال ابن بطال :وقول أبي حنيفة خلاف السنة والعلماء ، قال :وقد تناقض فيها؛ لأنه استعمل المجمل والمفسر في قوله -صلى الله عليه وسلم " :-في الرقة ربع العشر "مع قوله " :ليس فيما دون خمس أواق صدقة "ولم يستعمله في الباب مع ما بعده .وكان يلزمه القول به.قلت :وفي حديث جابر" :لا زكاة في شيء من الحرث حتى يبلغ خمسة أوسق، فإذا بلغها ففيه الزكاة "ذكره ابن التين، وقال :هي زيادة من ثقة فقبلت .وفي مسلم من حديث جابر" :وليس فيما دون خمسة أوساق من التمر صدقة "وفي رواية له من حديث أبي سعيد" :ليس فيما دون خمسة أوساق من تمر، ولا حب صدقة ."وفي رواية" :ليس في حب ولا تمر صدقة حتى يبلغ خمسة أوسق "وأيضا حديث الباب بيان للقدر المأخوذ دون المأخوذ منه(التوضيح لشرح الجامع الصحيح لابن الملقن، ج۱۰ ص۵۵۷، ۵۵۸، کتاب الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء وبالماء الجاري)

[۲] رقم الحديث ۱۴۸۴، کتاب الزكاة.باب :ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس روایت میں کھجور کی قید نہیں، جس سے معلوم ہوا کہ زمین کی جس پیداوار پر عشر واجب ہے، اس میں نصاب کی یہی مقدار مقرر ہے، خواہ وہ کھجور ہو، یا اس کے علاوہ کوئی اور عشر واجب ہونے والی فصل۔ [1]

(۳)......اور ابنِ حبان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا يَحِلُّ فِي الْبُرِّ وَالتَّمْرِ زَكَاةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا يَحِلُّ فِي الْوَرِقِ زَكَاةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَ أَوَاقٍ، وَلَا يَحِلُّ فِي الْإِبِلِ زَكَاةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَ ذَوْدٍ(صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۳۲۷۶) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گندم اور کھجور میں زکاۃ (یعنی عشر) اس وقت تک واجب نہیں، جب تک کہ اس کی مقدار پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) کو نہ پہنچ جائے، اور چاندی میں زکاۃ اس وقت تک واجب نہیں، جب تک کہ اس کی مقدار پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم یا ساڑھے باون تولہ چاندی) کو نہ پہنچ جائے، اور (سائمہ) اونٹوں میں زکاۃ اس وقت تک واجب نہیں، جب تک کہ ان کی مقدار پانچ کی تعداد کو نہ پہنچ جائے (ابنِ حبان)

اس روایت میں کھجور کے ساتھ گندم کا بھی ذکر ہے، اور اس روایت میں صدقہ کے بجائے زکاۃ کے الفاظ ہیں، کیونکہ عشر، دراصل کھجور اور گندم وغیرہ کی زکاۃ ہے، جس سے معلوم ہوا کہ پانچ وسق کی مقدار سے مقصود غلہ کے عشر کے نصاب کا بیان ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴)......صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ، وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ(مسلم ،رقم الحديث ۹۷۹"۴")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) سے کم کھجور میں اور پانچ وسق سے کم دانہ (یعنی گندم، یا مکئی وغیرہ) میں صدقہ (یعنی عشر واجب) نہیں (مسلم)

اس روایت میں کھجور کے ساتھ دانے کا ذکر ہے، جس میں گندم اور مکئی وغیرہ جیسی اجناس داخل ہیں، جس سے

---

[1] الفصل الثالث :فيه بيان زكاة الزروع والثمار، واستدل الشافعي، وأبو يوسف، ومحمد بهذا الحديث "إن ما أخرجته الأرض إذا بلغ خمسة أوسق يجب فيها الصدقة، وهي العشر "(شرح سنن أبي داود، للعيني ،باب :ما يجب فيه الزكاة)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرطهما(حاشية ابنِ حبان)

Idara Ghufran

معلوم ہوا کہ زمین کی پیداوار اور فصل کے عشر کا نصاب پانچ وسق ہے، خواہ وہ کھجور ہو، یا گندم وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

(۵)......اور سنن دار قطنی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا تُؤْخَذُ الصَّدَقَةُ مِنَ الْحَرْثِ حَتّٰى يَبْلُغَ حِصَادُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ (سنن الدارقطنی، رقم الحديث ۱۹۲۳)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فصل سے صدقہ (یعنی عشر) اس وقت تک نہیں لیا جائے گا، جب تک پیدوار (غلہ) پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) کی مقدار کو نہ پہنچ جائے (دارقطنی)

اس روایت میں ''حرث'' یعنی کھیتی کی صراحت ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حدیث میں کھیتی اور فصل کے عشر کے نصاب کو بیان کرنا مقصود ہے۔ اور اس روایت میں صدقہ یعنی عشر نہ لئے جانے کا ذکر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے عشر اور زکاۃ وغیرہ کی وصولی کے لئے جو عامل ونمائندہ مقرر ہوتا ہے، وہ پانچ وسق سے کم میں عشر وصول نہیں کرے گا، کیونکہ پانچ وسق سے کم میں عشر واجب نہیں، جیسا کہ گزشتہ دیگر روایات میں صراحت اور وضاحت گزری۔

(۶)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی اپنی سنن ترمذی میں روایت کیا ہے، اور انہوں نے اس باب میں پانچ وسق سے کم میں صدقہ وعشر واجب نہ ہونے پر حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابنِ عمر، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کی احادیث مروی ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔ [1]

(۷)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کو امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی ''مؤطا'' میں بھی روایت کیا ہے، جس کے بعد امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم اسی حدیث کو لیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پانچ وسق سے کم مقدار کھجور وغیرہ میں عشر واجب نہیں، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فرمانا یہ ہے کہ پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ، اس میں عشر واجب ہے۔ [2]

---

[1] حدثنا قتيبة قال :حدثنا عبد العزيز بن محمد، عن عمرو بن يحيى المازنى، عن أبيه، عن أبى سعيد الخدرى، أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :ليس فيما دون خمس ذود صدقة، وليس فيما دون خمس أواق صدقة، وليس فيما دون خمسة أوسق صدقة .وفى الباب عن أبى هريرة، وابن عمر، وجابر، وعبد الله بن عمرو(سنن الترمذى، رقم الحديث ٦٢٦)

[2] أخبرنا مالك، أخبرنا محمد بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبى صعصعة، عن أبيه، عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :ليس فيما دون خمسة أوسق من التمر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۸)......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ (مسند أحمد ،رقم الحديث ۱۴۱۶۲) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم یا ساڑھے باون تولے) چاندی سے کم میں صدقہ (یعنی زکاۃ) واجب نہیں، اور پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) سے کم (فصل میں) صدقہ (یعنی عشر) واجب نہیں، اور (سائمہ) اونٹوں میں پانچ سے کم تعداد میں صدقہ (یعنی زکاۃ) واجب نہیں (مسند احمد)

اس حدیث میں بھی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی گزشتہ احادیث وروایات کی طرح زمین کی پیداوار کی زکاۃ یعنی عشر کے نصاب کی مقدار کو بیان کیا گیا ہے، جس طریقہ سے چاندی اور سائمہ اونٹوں کی زکاۃ کے نصاب کی مقدار کو بیان کیا گیا ہے، پس جس طرح سے چاندی اور سائمہ اونٹوں کے مخصوص ومتعین نصاب سے کم ہونے کی صورت میں ان کی زکاۃ واجب نہیں، اسی طرح سے پیداوار کے نصاب سے کم ہونے کی صورت میں عشر بھی واجب نہیں۔ ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صدقة، وليس فيما دون خمس أواق من الورق صدقة، وليس فيما دون خمس ذود من الإبل صدقة ،قال محمد :وبهذا نأخذ، وكان أبو حنيفة يأخذ بذلك إلا فى خصلة واحدة، فإنه، كان يقول :فيما أخرجت الأرض العشر من قليل أو كثير إن كانت تشرب سيحا أو تسقيها السماء ، وإن كانت تشرب بغرب أو دالية فنصف عشر(مؤطا امام محمد، رقم الحديث ۳۲۵)

۱ قال شعيب الارنؤوط:حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه(حاشية مسند احمد)

۲ حديث الأوساق حديث صحيح ورد لبيان القدر الذى تجب فيه الزكاة كما ورد حديث مائتى الدرهم لبيان ذلك مع ورود فى الرقة ربع العشر ولم يقل أحد :إنه يجب فى قليل الفضة وكثيرها الزكاة، وإنما الخلاف هل يجب فى القليل منها إذا كانت قد بلغت النصاب كما عرفت وذلك؛ لأنه لم يرد حديث فى الرقة ربع العشر إلا لبيان أن هذا الجنس تجب فيه الزكاة وأما قدر ما يجب فيه فموكول إلى حديث التبين له بمائتى درهم فكذا هنا قوله فيما سقت السماء العشر أى فى هذا الجنس يجب العشر وأما بيان ما يجب فيه فموكول إلى حديث الأوساق وزاده إيضاحا قوله فى الحديث :ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة كأنه ما ورد إلا لدفع ما يتوهم من عموم فيما سقت السماء ربع العشر كما ورد ذلك فى قوله :وليس فيما دون خمسة أواقى من الورق صدقة ثم إذا تعارض العام والخاص كان العمل بالخاص عند جهل التاريخ كما هنا فإنه أظهر الأقوال فى الأصول(سبل السلام،لمحمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسنى، الكحلانى ثم الصنعانى،ج ۱،ص ۵۲۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۹)......مستدرک حاکم، سنن بیہقی اور صحیح ابنِ خزیمہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ زَكَاةٌ فِيْ كَرْمِهِ، وَلَا فِيْ زَرْعِهِ إِذَا كَانَ أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۱۴۶۰، سنن البيهقى، رقم الحديث ۷۴۷۲، صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۲۳۰۴) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان آدمی پر اس کے انگور میں اور اس کی فصل میں زکاۃ (یعنی عشر) واجب نہیں، جب کہ اس کی مقدار پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) سے کم ہو (حاکم)

اس حدیث میں انگور اور فصل میں زکاۃ یعنی عشر کو پانچ وسق سے کم میں واجب قرار نہیں دیا گیا، انگور کا تعلق، پھل سے ہے، جس سے معلوم ہوا کہ جس پھل میں عشر واجب ہے، اس کے نصاب کی مقدار بھی پانچ وسق ہے۔

(۱۰)......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ دار قطنی نے بھی روایت کیا ہے، جس میں ایک وسق کے ساٹھ صاع ہونے کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :لَا زَكَاةَ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْحَرْثِ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسَاقٍ فَإِذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسَاقٍ فَفِيْهِ الزَّكَاةُ وَالْوَسَقُ سِتُّوْنَ صَاعًا (سنن الدارقطنى، رقم الحديث ۱۹۲۲، باب :ليس فى الخضراوات صدقة)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ کسی بھی کھیتی میں زکاۃ نہیں ہے، جب تک کہ اس کی مقدار پانچ وسق (یعنی تقریباً پچیس من) نہ ہو جائے، پس جب پانچ وسق مقدار ہو جائے، تو اس میں زکاۃ ہے، اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے (دارقطنی)

اس روایت میں کسی بھی کھیتی میں پانچ وسق سے کم مقدار میں زکاۃ یعنی عشر واجب نہ ہونے کی صراحت ہے، جس سے معلوم ہوا کہ کھیتی میں عشر کا نصاب پانچ وسق ہے۔

---

[۱] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۱۱)......حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا صَدَقَةَ فِي الزَّرْعِ وَلَا فِي الْكَرْمِ وَلَا فِي النَّخْلِ إِلَّا إِذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ (سنن الدارقطنی، رقم الحديث ۱۹۰۶، مستخرج ابی عوانة، رقم الحديث ۲۶۶۱ ،سنن البيهقی، رقم الحديث ۷۴۷۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھیتی میں اور انگور میں اور کھجور میں صدقہ نہیں ہے، مگر جب کہ پانچ وسق (یعنی تقریباً پچیس من) کو پہنچ جائے (دارقطنی، ابوعوانہ، بیہقی)

اس حدیث میں کھیتی، انگور اور کھجور، ان سب چیزوں کی قید لگا کر پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہ ہونے کا ذکر ہے، جبکہ دیگر کئی احادیث وروایات میں زکاۃ نہ ہونے کا ذکر ہے، اور صدقہ کا لفظ ہو یا زکاۃ کا، مراد عشر ہی ہے۔

(۱۲)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۹۲۲۱) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) سے کم (فصل میں) صدقہ (یعنی عشر) واجب نہیں، اور پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم یا ساڑھے باون تولہ) چاندی سے کم میں صدقہ (یعنی زکاۃ) واجب نہیں، اور (سائمہ) اونٹوں میں پانچ سے کم تعداد میں صدقہ (یعنی زکاۃ) واجب نہیں (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث بھی، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی احادیث کے مطابق ہے، جن میں عشر کا نصاب پانچ وسق مقرر کیا گیا ہے۔

(۱۳)......حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِّنَ الْإِبِلِ،

---

[1] قال البوصيری: وعن جابر وأبی سعيد الخدری -رضی الله عنهما- قالا :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-لا صدقة فی الزرع، ولا فی الكرم، ولا فی النخل إلا ما بلغ خمسة أوسق، وذلك مائة فرق". رواه أبويعلى، ورجاله ثقات(اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للبوصيری، رقم الحديث ۲۰۶۳)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح، علی بن إسحاق روى له الترمذی وهو ثقة، ومن فوقه من رجال الصحيح(حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَلَا خَمْسِ أَوَاقٍ ، وَلَا خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ (مسند احمد ،رقم الحديث ٥٦٧٠) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (سائمہ) اونٹوں میں پانچ سے کم تعداد میں اور پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم یا ساڑھے باون تولہ) چاندی سے کم مقدار میں، اور پانچ وسق (یعنی تقریباً 25 من) سے کم (فصل میں) صدقہ (یعنی زکاۃ وعشر) واجب نہیں (مسند احمد)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث بھی گزشتہ احادیث کی طرح عشر کا نصاب، پانچ وسق (یعنی تقریباً پچیس من) مقرر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(۱۴)......حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ ,فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ ,فَكَتَبَ فِيهِ مَا سَقَتِ السَّمَاءُ أَوْ كَانَ سَحًّا ,أَوْ بَعْلًا فِيهِ الْعُشْرُ إِذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ ,وَمَا سُقِيَ بِالرِّشَاءِ أَوْ بِالدَّالِيَةِ ,فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ إِذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ(شرح معاني الآثار) ؎۲

؎۱ قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف ليث -وهو ابن أبي سليم -، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين.وأخرجه البزار (888) من طريق عبيد الله بن موسى، والطحاوى 2/35 من طريق الحسن بن موسى، كلاهما عن شيبان النحوى، بهذا الإسناد .وأخرجه الطحاوى 2/35، والطبرانى فى "الأوسط "(697) من طريق عبد الوارث بن سعيد، عن ليث بن أبى سليم، به.وأخرجه يحيى بن آدم فى "الخلا "(444) ، ومن طريقه البيهقى 4/121عن عبد السلام بن حرب، عن ليث بن أبى سليم، به .ولم يذكر فيه الإبل ولا الأواقى.وأخرجه البزار (887) (زوائد) من طريق المحاربى عبد الرحمن بن محمد، عن نافع، به .لم يذكر فيه الإبل، والمحاربى حسن الحديث .وأخرجه موقوفاً الطحاوى 2/35من طريق محمد بن كثير -وهو الصنعانى نزيل المصيصة -، عن الأوزاعى، عن أيوب بن موسى، عن نافع، عن ابن عمر .ولم يسق لفظه، وهذا إسناد ضعيف لضعف محمد بن كثير الصنعانى .وأنظر ما سلف برقم (4632). وله شاهد عن أبى سعيد الخدرى، سيرد 3/6، وهو متفق عليه.وعن أبى هريرة، سيرد 2/402.وعن جابر، سيرد 3/296.

؎۲ رقم الحديث ٣٠٨٤،باب زكاة ما يخرج من الأرض،صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٦٥٥٩،كتاب التاريخ، باب كتب النبى صلى الله عليه وسلم ، ذكر كتبة المصطفى صلى الله عليه وسلم كتابه إلى أهل اليمن، مستدرك حاكم، رقم الحديث ١٤٤٧ .

قال الحاكم:هذا حديث صحيح كبير مفسر فى هذا الباب يشهد له أمير المؤمنين عمر بن عبد العزيز، وأقام العلماء فى عصره محمد بن مسلم الزهرى بالصحة كما تقدم ذكرى له، وسليمان بن داود الدمشقى الخولانى معروف بالزهرى، وإن كان يحيى بن معين غمزه فقد عدله غيره "كما أخبرنيه أبو أحمد الحسين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ یمن کی طرف ایک مکتوب لکھا، جس میں فرائض اور سنتوں کا ذکر تھا، پھراس میں یہ تحریر فرمایا کہ جس فصل کو بارش سیراب کرے، یا وہ چشمہ یا نہر کے کنارے واقع ہو(جس کی وجہ سے اس کو خود سے پانی نہ لگانا پڑتا ہو) تو اس میں عشر(یعنی دسواں حصہ)واجب ہے، جبکہ وہ پانچ وسق(یعنی تقریباً 25 من) کو پہنچ جائے، اور جس فصل کو رسی سے(پانی) کھینچ کر یا ڈول سے(پانی ڈال کر) سیراب کیا جائے، تو اس میں نصف عشر(یعنی بیسواں حصہ)واجب ہے، جبکہ وہ پانچ وسق(یعنی تقریباً 25 من) کو پہنچ جائے(شرح معانی الآثار، ابنِ حبان، حاکم)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث، عشر کے نصاب کے پانچ وسق مقرر و متعین ہونے میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾بن علی، ثنا عبد الرحمن بن أبی حاتم، قال :سمعت أبی وسئل عن حديث عمرو بن حزم فی كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الذی كتبه له فی الصدقات، فقال :سليمان بن داود الخولانی عندنا ممن لا بأس به، قال أبو محمد بن أبی حاتم :وسمعت أبا زرعة يقول ذلك قال الحاكم :قد بذلت ما أدى إليه الاجتهاد فی إخراج هذه الأحاديث المفسرة الملخصة فی الزكاة، ولا يستغنی هذا الكتاب عن شرحها، واستدللت على صحتها بالأسانيد الصحيحة عن الخلفاء والتابعين بقبولها واستعمالها بما فيه غنية لمن أناطها، وقد كان إمامنا شعبة يقول فی حديث عقبة بن عامر الجهنی فی الوضوء لأن يصح لی مثل هذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان أحب إلی من نفسی ومالی وأهلی، وذاک حديث فی صلاة التطوع فكيف بهذه السنن التی هی قواعد الإسلام، والله الموفق وهو حسبی ونعم الوكيل.

وقال الالبانی: صحيح لغيره (حاشية ابن حبان)

وقال شعيب الارنؤوط: يشهد له حديث ابن عمر عند البخاری (1483) ، والترمذی (640) ، وأبی داود (1596) ، والنسائی 5/41، ولفظه " :فيما سقت السماء والعيون أو كان عَثَرِيّاً العُشْرُ، وما سُقِيَ بالنَّضْح نصف العشر ."وقد تقدم عند المؤلف برقم (3285) و (3286) و (3287). وحديث جابر بن عبد الله عند مسلم (981) ، وأبی داود (1597) ، والنسائی 5/42، وحديث معاذ بن جبل عند النسائی 5/42، وحديث أبی هريرة عند الترمذی (639). وحديث أبی سعيد الخدری " :لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ دُونَ خَمْسَةِ أوسق صدقة ."وقد تقدم عند المؤلف برقم (3275) و (3276) و (3277) و (3281) و (3282)(حاشية ابن حبان)

وقال الالبانی ايضاً : وأما حديث عمرو بن حزم ,فيرويه أبو بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب إلى أهل اليمن بكتاب فيه الفرائض والسنن ,وكتب فيه " :ما سقت السماء أو كان سيحا أو بعلا فيه العشر إذا بلغ خمسة أوسق ,وما سقى بالرشاء أو بالدالية ففيه نصف العشر إذا بلغ خمسة أوسق ."أخرجه الطحاوی (۱/۳۱۵)والحاكم (۱/۳۹۵ـ۳۹۷)وصححه و وافقه الذهبی وفی "فيض الباری "للشيخ الكشميری الحنفی(۳/۴۶) " وإسناده قوی "وفی ذلک نظر بينه الحافظ فی "التهذيب "وفيه زيادة عزيزة ليست فی شىء من الطرق الأخرى ,ولكن لها شواهد تقويه , ويأتی بعضها قريبا (ارواء الغليل، تحت رقم الحديث ۷۹۹، باب زكاة الخارج من الأرض)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

صریح ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبِ گرامی کے حوالہ سے یہ صراحت بھی ہے کہ خواہ کسی فصل میں عشر واجب ہو یا نصف عشر واجب ہو، بہرحال اس کا نصاب پانچ وسق ہی مقرر ہے۔

ملحوظ رہے کہ عشر کے نصاب کے پانچ وسق مقرر ہونے کی احادیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمرو بن شعیب، حضرت ابورافع، حضرت انس رضی اللہ عنہم اور بعض دیگر حضرات کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ ۱؎

۱؎ (۱)...... حدثنا محمد بن هشام المستملی قال :نا عبد الله بن عمر بن أبان قال :نا صالح بن موسى الطلحی، عن منصور بن المعتمر، عن إبراهيم، عن الأسود، عن عائشة، قالت :جرت السنة من نبی الله صلى الله عليه وسلم بصداق النساء اثنتی عشرة أوقية، والأوقية أربعون درهما، وذلك ثمانون وأربع مئة، وجرت السنة من نبی الله صلى الله عليه وسلم فی غسل الجنابة صاع، والصاع ثمانية أرطال، والوضوء بمد، والمد رطلان، وجرت السنة منه فی العشر أنه ليس فی دون خمس أوسق زكاة، والوسق ستون صاعا بهذا الصاع، فذلك ثلاث مئة صاع .لم يرو هذا الحديث عن منصور بن موسى (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحديث ۵۱۲۳)

(۲)...... حدثنا عثمان بن أحمد الدقاق ,ثنا محمد بن الفضل بن سلمة ,ثنا عبد الله بن محمد بن أبی شيبة ,حدثنا علی بن هاشم ,عن ابن أبی ليلى ,عن عبد الكريم ,عن عمرو بن شعيب ,عن أبيه ,عن جده ,عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :ليس فی أقل من خمس ذود شیء ,ولا فی أقل من أربعين من الغنم شیء , ولا فی أقل من ثلاثين من البقر شیء ,ولا فی أقل من عشرين مثقالا من الذهب شیء ,ولا فی أقل من مائتی درهم شیء ,ولا فی أقل من خمسة أوسق شیء ,والعشر فی التمر والزبيب والحنطة والشعير وما سقى سيحا ففيه العشر ,وما سقى بالغرب ففيه نصف العشر(سنن الدارقطنی، رقم الحديث ۱۹۰۲)

(۳)...... حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ، قَالَ :لَيْسَ فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ شَيْءٌ" (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۱۰۱۰۴ ، باب فی الطعام ، كم تجب فيه الصدقة)

(۴)...... أخبرنا حميد أنا أبو نعيم النخعی، أنا العزرمی، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إنما الزكاة فی أربع :فی الحنطة والشعير والتمر والزبيب ,وليس فيما دون خمسة أوساق شیء ,والوسق ستون صاعا (الأموال لابن زنجويه، رقم الحديث ۱۹۱۶)

(۵)...... حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، وَزَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ، قَالَا :ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْرُوقِيُّ، ثنا أَبُو أُسَامَةَ، ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ(المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۳۳)

(۶)...... حَدَّثَنَا أبان بن أبی عياش عن الحسن البصری عن أنس بن مالك عن النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قَالَ " :ليس فيما دون خمسة أوسق من البر والشعير والذرة والتمر والذبيب صدقة ,ولا فيما دون خمس أواق صدقة ,ولا فيما دون خمس من الإبل صدقة "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس کے علاوہ متعدد صحابہ وتابعین اور محدثین سے بھی فصل کے عشر کا پانچ وسق (یعنی تقریباً پچیس من) نصاب ہونا منقول ہے۔ [1]

اور حضرت سفیان ثوری اور حضرت عطاء اور حسن بن صالح اور حضرت شریک رحمہم اللہ وغیرہ سے یہ بھی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَالَ :وحَدَّثَنَا يحيى بن أبى أنيسة عن أبى الزبير عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهما عن النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قَالَ ":ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة . "

قَالَ أَبُو يُوسُفَ :والقول عندنا على هذا .والوسق ستون صاعا بصاع النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فالخمسة أوسق ثلاثمائة صاع .

والصاع خمسة أرطال وثلث ,وهو مثل قفيز الحجاج ومثل الربع الهاشمى والمختوم الهاشمى ,الأول اثنان وثلاثون رطلا (الخراج،لأبى يوسف يعقوب بن إبراهيم،ج ا ،ص ۵۳)

(۷)...... وحَدَّثَنَا عبد الله بن على عن إسحاق بن عبد الله بن أبى بكر عن عباد بن تميم عن رجال من أصحاب رسول الله عليه الصلاة والسلام -فيهم أبو أيوب -عن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ": الصدقة فِي خمسة أوسق من الحنطة والتمر والزبيب فصاعدا (الخراج،لأبى يوسف يعقوب بن إبراهيم،ج ا ،ص ۵۵)

(۸)...... حَدَّثَنَا حَفْصٌ ، عَنْ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيه ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم :إذَا بَلَغَ الطَّعَامُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَفِيهِ الصَّدَقَةُ(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۱۰۱۰۱، باب فى الطعام ، كم تجب فيه الصدقة)

[1] قال :حدثنا حجاج، عن ابن جريج، وحماد بن سلمة، عن عمرو بن يحيى بن عمارة المازنى، عن أبيه، عن أبى سعيد الخدرى، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ليس فيما دون خمس أواقى صدقة.

قال :حدثنا محمد بن كثير، عن الأوزاعى، عن أيوب بن موسى بن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر، أنه قال مثل ذلك غير مرفوع .قال أبو عبيد :وهذا الحديث يحدثونه عن ليث بن أبى سليم، عن نافع، عن ابن عمر مرفوعا.

وعن معمر، عن سهيل بن أبى صالح، عن أبيه، عن أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم بمثل ذلك(الاموال للقاسم بن سلام، رقم الحديث ۱۴۲۲ الى۱۴۲۴)

عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ (ح) وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ :لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۱۰۱۰۰، باب فى الطعام ، كم تجب فيه الصدقة)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، قَالَ :لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ صَدَقَةٌ(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۱۰۱۰۲، باب فى الطعام ، كم تجب فيه الصدقة)

عَنْ مُغِيرَةَ ، عَنْ إبْرَاهِيمَ (ح) وَعَنْ يُونُسَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، قَالاَ :لاَ تَجِبُ الصَّدَقَةُ حَتَّى تَبْلُغَ ثَلاَثَ مِئَةِ صَاعٍ(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۱۰۱۰۳، باب فى الطعام ، كم تجب فيه الصدقة)

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، يُحَدِّثُ فِي مَجْلِسِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ":أَنَّ السُّنَّةَ مَضَتْ لَا تُؤْخَذُ صَدَقَةٌ مِنْ نَخْلٍ حَتَّى يَبْلُغَ خِرْصُهَا خَمْسَةَ أَوْسَاقٍ (الخراج ليحيىٰ بن آدم الكوفى الاحول، رقم الحديث ۴۵۳)

Idara Ghufran

منقول ہے کہ اگر کسی کی ملکیت میں مختلف اجناس کی فصل پیدا ہو، تو ان کو پانچ وَسق کا نصاب بنانے کے لئے جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ہر ایک کی مقدار کو الگ الگ دیکھا جائے گا، اور اگر کسی چیز کی مقدار بھی پانچ وَسق کے برابر نہ ہو، خواہ ایک سے زیادہ اجناس کی چیزوں کو ملا کر مقدار پانچ وسق کے برابر بن جاتی ہو، تو بھی عشر واجب نہیں ہوگا۔ [1]

اور بعض حضرات نے پانچ وسق کی حدیث کو کثیر سندوں کے پیشِ نظر مشہور احادیث کی فہرست میں شمار کیا ہے، اور اس پر صحابۂ کرام کے اجماع ہونے اور صحابۂ کرام میں سے کسی کی مخالفت ظاہر نہ ہونے اور مزید براں اس حدیث کے تلقی بالقبول حاصل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ [2] (جاری ہے......)

---

[1] عن ابن المبارک، عن سفیان قال :لا تجمع الحنطة إلى الشعير ,ولا التمر إلى الزبيب يزكى كل نوع على حدة ,فما نقص من خمسة أوساق فليس فيه شىء ,لا يضمه إلى غيره(الأموال لابن زنجويه، رقم الحديث ۱۹۲ ا،ورقم الحديث ۱۵۱۴)

عن ابن جريج، عن عطاء ، قال " :لا يجمع بين الحنطة والشعير ولا بين التمر والزبيب فى الصدقة إذا لم يبلغ كل واحد خمسة أوساق (السنن الكبرى للبيهقى، رقم الحديث ۷۴۷۳،الخراج ليحيىٰ بن آدم الكوفى الاحول، رقم الحديث ۵۷۲)

حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ :سَمِعْتُ حَسَنَ بْنَ صَالِحٍ، وَشَرِيكًا يَقُولَانِ " :لَا تُجْمَعُ الْحِنْطَةُ إِلَى الشَّعِيرِ، وَلَا التَّمْرُ إِلَى الزَّبِيبِ، وَلَا صِنْفٌ مِنْ هَذِهِ الْأَصْنَافِ إِلَى غَيْرِهِ، وَلَيْسَ فِي صِنْفٍ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى تَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسَاقٍ (الخراج ليحيىٰ بن آدم الكوفى الاحول، رقم الحديث ۵۷۲)

[2] أن حديث الأوساق حديث مشهور، روى عن غير واحد من الصحابة منهم أبوسعيد عند الجماعة، ومنهم أبوهريرة عند أحمد والدارقطنى والطحاوى، ومنهم ابن عمر عند أحمد والدارقطنى ويحيى بن آدم (ص136) والبيهقى، ومنهم جابر عند أحمد ومسلم والبيهقى والطحاوى والحاكم وابن ماجه، ومنهم عائشة عند الطبرانى فى الأوسط، ومنهم أبورافع عند الطبرانى فى الكبير، ومنهم عمرو بن حزم عند الحاكم والطحاوى والطبرانى والبيهقى، ومنهم أبوأمامة بن سهل ابن حنيف عند البيهقى، ومنهم عبد الله بن عمر، وعند يحيى بن آدم (ص 137) والدارقطنى (ص 199) وبه قال الصحابة :منهم عمر وأبوسعيد وابن عمر وجابر وأبوأمامة بن سهيل بن حنيف .ولم يعرف لهم مخالف من الصحابة فهو إجماع منهم، وقد جرى به التعامل وتلقاه الأمة بقبولها .قال أبوعبيد فى الأموال (ص 408) : حدثنا يزيد عن حبيب بن أبى حبيب عن عمرو بن هرم عن محمد بن عبد الرحمن أن فى كتاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم -وفى كتاب عمر فى الصدقة أن لا تؤخذ من شىء حتى يبلغ خمسة أوسق .وروى الطحاوى والحاكم والبيهقى والطبرانى عن عمرو بن حزم عن النبى -صلى الله عليه وسلم -أنه كتب إلى أهل اليمن بكتاب فذكر فيه ما سقت السماء أو كان سيحاً أو كان بعلاً ففيه العشر إذا بلغ خمسة أوسق وما سقى بالرشاد والدالية ففيه نصف العشر إذا بلغ خمسة أوسق (مرعاة المفاتيح، ج۷ص ۷۰، كتاب الزكاة، باب مايجب فيه الزكاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کیا بنو ہاشم اور سید کو زکاۃ دینا جائز ہے؟ (قسط۴)

(۱۰)......امام نووی شافعی کی عبارت

امام نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدِ الْاَصْطَخْرِيُّ إِنْ مُنِعُوْا حَقَّهُمْ مِنَ الْخُمُسِ جَازَ الدَّفْعُ إِلَيْهِمْ لِاَنَّهُمْ اِنَّمَا حُرِمُوْا الزَّكَاةَ لِحَقِّهِمْ فِيْ خُمُسِ الْخُمُسِ فَإِذَا مُنِعُوْا الْخُمُسَ وَجَبَ أَنْ يُّدْفَعَ إِلَيْهِمْ وَالْمَذْهَبُ اَلْاَوَّلُ (المجموع شرح المهذب، ج۶ ص۲۲۷، كتاب الزكاة، باب قسم الصدقات)

ترجمہ: اور ابو سعید اصطخری نے فرمایا کہ اگر ان (بنو ہاشم) کو مالِ غنیمت کے خمس کا حق نہ حاصل ہو، تو ان کو زکاۃ وصدقہ دینا جائز ہے، کیونکہ ان کو زکاۃ سے اس لئے محروم کیا گیا تھا کہ مالِ غنیمت کے خُمس کے خمس میں ان کا حق تھا، پس جب وہ خمس سے محروم ہوگئے، تو ان کے لئے زکاۃ وصدقہ واجب وثابت ہوگیا، لیکن شوافع کا مذہب پہلا ہی ہے (یعنی ان کو بہرحال زکاۃ وصدقہ دینا جائز نہیں) (المجموع)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ شوافع کا اصل مذہب اگرچہ عدمِ جواز کا ہے، مگر بعض شوافع کے نزدیک بنو ہاشم کو زکاۃ دینا جائز ہے، اور اس کی وجہ بھی وہی مالِ غنیمت کے خمس کا حاصل نہ ہونا ہے، جیسا کہ تفصیلاً حنفیہ کی عبارات کے ذیل میں گزرا۔

(۱۱)......سعید بن رباطی وابو بکر دمیاطی شافعی کی عبارت

سعید بن محمد رباطی شافعی فرماتے ہیں کہ:

وَالْأَظْهَرُ: أَنَّهُمْ لَا يُعْطَوْنَ وَإِنْ مُنِعُوْا حَقَّهُمْ مِنْ خُمُسِ الْخُمُسِ؛ لِكَوْنِهَا أَوْسَاخًا كَمَا فِي الْحَدِيْثِ، لٰكِنْ ذَهَبَ جَمٌّ غَفِيْرٌ إِلٰى جَوَازِهَا لَهُمْ إِذَا مُنِعُوْا

Idara Ghufran

مِمَّا مَرَّ، وَأَنَّ عِلَّةَ الْمَنْعِ مُرَكَّبَةٌ مِّنْ كَوْنِهَا أَوْسَاخًا، وَمِنْ اِسْتِغْنَائِهِمْ بِمَالِهِمْ مِنْ خُمُسَ الْخُمُسِ، كَمَا فِي حَدِيْثِ الطِّبْرَانِيِّ وَغَيْرِهِ، حَيْثُ عَلَّلَ فِيْهِ بِقَوْلِهٖ: إِنَّ لَكُمْ فِيْ خُمُسِ الْخُمُسِ مَا يُغْنِيْكُمْ، وَقَدْ مُنِعُوْا مِمَّا لَهُمْ مِنْ خُمُسِ الْخُمُسِ، فَلَمْ يَبْقَ لِلْمَنْعِ إِلَّا جُزْءُ عِلَّةٍ، وَهُوَ لَا يَقْتَضِيْ التَّحْرِيْمَ.

لٰكِنْ يَنْبَغِيْ لِلدَّافِعِ إِلَيْهِمُ الزَّكَاةَ أَنْ يُّبَيِّنَ لَهُمْ أَنَّهَا زَكَاةٌ، فَلَرُبَمَا يَتَوَرَّعُ مَنْ دَفَعْتُ إِلَيْهِ مِنْهُمْ مِنْهَا (شرح المقدمة الحضرمية) [1]

ترجمہ: اور اظہر یہ ہے کہ ان (یعنی بنوہاشم) کو زکاۃ نہیں دی جائے گی، اگرچہ مالِ غنیمت میں سے ان کا حق خُمس کا خُمس نہ ملے، کیونکہ یہ میل کچیل ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، لیکن (اہلِ علم کی) ایک بڑی جماعت بنوہاشم کے لئے زکاۃ کے جائز ہونے کی طرف گئی ہے، جبکہ مالِ غنیمت سے ان کا حق نہ ملے، جیسا کہ گزرا، اور ممانعت کی علت مرکب ہے، جس میں زکاۃ کا میل کچیل ہونا بھی شامل ہے، اور مالِ غنیمت کے خمس کے خمس کی وجہ سے ان کا مالِ غنیمت سے مستغنی ہونا بھی شامل ہے، جیسا کہ طبرانی وغیرہ کی حدیث میں آیا ہے کہ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے علت بیان کی ہے کہ تمہارے لئے مالِ غنیمت کے خمس کے خُمس سے وہ چیز موجود ہے، جو تمہیں غنی کردے گی، اور اب مالِ غنیمت کے خمس کے خُمس کے مال سے وہ محروم ہوگئے ہیں، اس لئے اب ممانعت کی علت کا صرف ایک جزو باقی رہ گیا، جو حرام ہونے کا تقاضا نہیں کرتا، لیکن مناسب یہ ہے کہ ان کو زکاۃ دینے والا یہ بات واضح کردے کہ یہ زکاۃ ہے، کیونکہ بعض اوقات زکاۃ لینے والا، زکاۃ لینے سے بچنے کو ترجیح دیتا ہے (شرح المقدمۃ الحضرمیہ)

فائدہ: شوافع کی کتاب ''اعانۃ الطالبین'' میں بھی اسی طرح سے ہے۔ [2]

---

[1] ج ۱ ص ۵۲۹، ۵۳۰، باب الزکاۃ، فصل فی صرف الزکاۃ الیٰ مستحقیھا.

[2] (قوله :وإن انقطع عنهم خمس الخمس) قال فی بشری الكريم :لكن ذهب جم غفير إلى جوازها لهم إذا منعوا مما مر، وأن علة المنع مركبة من كونها أو ساخا، ومن استغنائهم -بما لهم من خمس الخمس - كما فی حديث الطبرانی وغيره، حيث علل فيه بقوله :إن لكم فی خمس الخمس ما يغنيكم .وقد منعوا مما لهم من خمس الخمس، فلم يبق للمنع إلا جزء علة، وهو لا يقتضی التحريم .لكن ينبغی للدافع إليهم أن يبين لهم أنها زكاة، فلربما يتورع من دفعت إليهم اهـ. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس سے معلوم ہوا کہ بنوہاشم کے لئے زکاۃ کے ممنوع ہونے کی اہم علت، ان کے لئے خمس کا مقرر ہونا ہے، اور خمس نہ ملنے کی صورت میں یہ علت مرتفع ہوجاتی ہے، البتہ زکاۃ کے میل کچیل ہونے کی علت باقی رہتی ہے، مگر یہ حرمت کی مقتضی نہیں، کیونکہ اولاً تو وہ خود خمس ملنے کے ساتھ معلل ہوسکتی ہے، دوسرے میل کچیل صرف شرافت وکرامت کے خلاف ہے، نجاست وناپاکی کی طرح حرام نہیں، حدیث میں اس کو میل کچیل فرمایا گیا، نجس وناپاک نہیں فرمایا گیا، اور عام صدقہ کو بھی میل کچیل فرمایا گیا ہے، جو کہ زکاۃ کے ساتھ خاص نہیں، ورنہ دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی زکاۃ حلال نہ ہوتی، اور بنوہاشم کے لئے تمام صدقات حرام ہوتے، جس سے خمس کے عوض کی اہم علت ہونے اور اوساخ الناس کے غیر اہم علت یا حکمت ہونے کو ترجیح حاصل ہوتی ہے، اور اس طرح کی علت یا حکمت سے حرمت ثابت نہیں ہوا کرتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲)......عبدُ الحمید شروانی شافعی کی عبارت

عبدالحمید شروانی شافعی فرماتے ہیں کہ:

وَجَوَّزَ الْاِصْطَخْرِیُّ إِعْطَاءَ هُمْ وَاخْتَارَهُ الْهَرَوِیُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی وَأَفْتٰی بِهٖ شَرَفُ الدِّیْنِ الْبَارِزِیُّ وَلَا بَأْسَ بِهٖ، بَلْ فِیْ حَدِیْثٍ لِلطَّبَرَانِیِّ مَا یَشْهَدُ لَهٗ أَیْ: بِقَوْلِهٖ أَلَیْسَ فِیْ خُمُسِ الْخُمُسِ مَا یَكْفِیْكُمْ أَیْ یُغْنِیْكُمْ أَیْ: أَنْتُمْ مُسْتَغْنُوْنَ بِخُمُسِ الْخُمُسِ فَإِذَا عُدِمَ خُمُسُ الْخُمُسِ زَالَ الْغِنٰی، فَخُمُسُ الْخُمُسِ عِلَّةٌ لِاسْتِغْنَائِهِمْ وَشَرْطٌ لِمَنْعِهِمْ، فَإِذَا زَالَ الشَّرْطُ اِنْتَفَى الْمَانِعُ وَیُشْبِهُ أَنْ یَّكُوْنَ هٰذَا هُوَ الْمُخْتَارُ فِیْ هٰذَا الزَّمَنِ لِمَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِی الْیَمَنِ لِبُعْدِهِمْ عَنْ مَحَلِّ الْغَنَائِمِ وَقِلَّةِ شَفَقَةِ الْمُلُوْكِ وَأَهْلِ الثَّرْوَةِ وَشِدَّةِ حَاجَتِهِمُ الَّتِیْ شَاهَدْنَا وَلِلّٰهِ أَحْكَامٌ تَحْدُثُ بِحُدُوْثِ مَا لَمْ یَكُنْ فِی الصَّدْرِ الْأَوَّلِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .اھ۔

عِبَارَةُ شَیْخِنَا قَوْلُهٗ: سَوَاءٌ مُنِعُوْا إِلَخْ وَنُقِلَ عَنِ الْاِصْطَخْرِیِّ الْقَوْلُ بِجَوَازِ صَرْفِ الزَّكَاةِ إِلَیْهِمْ عِنْدَ مَنْعِهِمْ مِنْ خُمُسِ الْخُمُسِ أَخْذًا مِنْ قَوْلِهٖ فِیْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وھذا القول ھو مذھب المالکیۃ، کما نقلہ فی حاشیۃ الجمل عنھم، ونصھا :وعبارۃ الشیخ عبد الباقی الزرقانی علی الشیخ خلیل(اعانۃ الطالبین علیٰ حل الفاظ فتح المعین، ج۲ ص۲۲۵، باب الزکاۃ، لابکر الدمیاطی الشافعی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الْحَدِيثِ إِنَّ لَكُمْ فِيْ خُمُسِ الْخُمُسِ مَا يَكْفِيكُمْ، أَوْ يُغْنِيكُمْ فَإِنَّهُ يُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ مَحَلَّ عَدَمِ إِعْطَائِهِمْ مِنَ الزَّكَاةِ عِنْدَ أَخْذِهِمْ حَقَّهُمْ مِنْ خُمُسِ الْخُمُسِ، لٰكِنَّ الْجُمْهُورَ طَرَدُوْا الْقَوْلَ بِالتَّحْرِيمِ، وَلَا بَأْسَ بِتَقْلِيدِ الْإِصْطَخْرِيِّ فِيْ قَوْلِهِ: اَلْآنَ لِاحْتِيَاجِهِمْ وَكَانَ شَيْخُنَا رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَمِيلُ إِلٰى ذٰلِكَ مَحَبَّةً فِيهِمْ نَفَعَنَا اللّٰهُ بِهِمْ اهـ(حاشية الشرواني على تحفة المحتاج فى شرح المنهاج)[1]

ترجمہ: اوراصطخری نے بنوہاشم کوزکاۃ دینے کوجائزقراردیاہے،اوراس کوہروی اورمحمد بن یحییٰ نے اختیارکیاہے،اوراس پرشرف الدین بارزی نے فتویٰ دیاہے،اوراس (بنوہاشم کے لئے زکاۃ کے جائزہونے کےقول کےاختیارکرنے یالینے) میں کوئی حرج نہیں، بلکہ طبرانی کی حدیث میں اس کی دلیل بھی موجودہے،یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کایہ قول کہ مالِ غنیمت کے خمس کے خمس میں تمہارے لئے کفایت یعنی تمہارے غنی ہونے کا سامان ہے،یعنی تم مالِ غنیمت کے خمس کے خمس کی وجہ سے زکاۃ سے مستغنی ہو،اورجب مالِ غنیمت کے خمس کاخمس موجودنہ ہو،تویہ(یعنی بنوہاشم کازکاۃ سے) مستغنی ہونازائل ہوجائے گا،پس مالِ غنیمت کے خُمس کاخمس بنوہاشم کےغنی ہونے کی علت ہے(نہ کہ حکمت)اوران کے لئے زکاۃ کے منع ہونے کی شرط ہے،پس جب شرط زائل ہوجائے،تومانع بھی منتفی ہوجائے گا،اورقریب ہے کہ اس زمانہ میں یہی قول مختارہو،ان بنوہاشم کے لئے جویمن(یاایسے علاقہ) میں ہوں،جو مالِ غنیمت کےمقام سے دورہیں(اورآج کل یہ حالت سب ہی جگہ ہے،خواہ ہندوستان ہویا پاکستان یاسعودی عرب)اوربادشاہوں اورمالداروں کی شفقت بھی نایاب ہے،اوران(یعنی بنوہاشم)کوشدیدحاجت بھی ہے(کہ وہ شدیدفقروغربت کی حالت میں ہوتے ہیں)جس کا ہم نے مشاہدہ کیاہے،اوراللہ کےبعض احکام وہ ہوتے ہیں،جوایسے حالات پیداہونے سے بدل جاتے ہیں،جوحالات کہ پہلے زمانہ میں نہیں تھے،واللہ اعلم۔

ہمارے شیخ کی عبارت کایہ قول کہ خواہ ان کومالِ غنیمت حاصل نہ ہو،آخرتک(یعنی شیخ کا یہ قول کہ بنوہاشم کوزکاۃ جائزنہیں،خواہ ان کومالِ غنیمت حاصل نہ ہو)اوراصطخری سے بنوہاشم

---

[1] ج۷ص۱۶۰،۱۶۱، کتاب قسم الصدقات.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کے لئے زکاۃ لینے کے جائز ہونے کا قول منقول ہے، اس وقت جبکہ ان کو مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس حاصل نہ ہو، انہوں نے اپنے قول کو اس حدیث سے اخذ کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''إِنَّ لَكُمْ فِي خُمُسِ الْخُمُسِ مَا يَكْفِيكُمْ، أَوْ يُغْنِيكُمْ ''یعنی تمہارے لئے مالِ غنیمت کے خُمس میں تمہاری کفایت اور غنی ہونے کا سامان موجود ہے'' پس اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کو زکاۃ نہ دینے (میں اوساخُ الناس کو مؤثر مان کر حکم لگانے) کا مقام اس وقت ہے، جبکہ مالِ غنیمت کے خمس میں سے وہ اپنا حق لے رہے ہوں، لیکن جمہور نے حرام ہونے کے قول کو رد کر دیا ہے، اور اصطخری (کے بنوہاشم کے لئے زکاۃ کے جائز ہونے کے قول) کی تقلید کرنے (اور اس قول کو اختیار کرنے) میں کوئی حرج نہیں، ان کے اس قول میں کہ آج کے دور میں بنوہاشم ضرورت مند ہیں، اور ہمارے شیخ کا میلان اس طرف ہونے کی وجہ بنوہاشم سے محبت ہے، اللہ ہمیں ان کی برکت سے نفع پہنچائے (حاشیۃ الشروانی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بعض شوافع کے نزدیک بنوہاشم کے لئے زکاۃ کے ممنوع ہونے کی اصل علت بنوہاشم کے لئے مالِ غنیمت کے خُمس کا حصول ہے، اور جب ان کو مالِ غنیمت حاصل نہ ہو، جیسا کہ آج کل یہی صورتِ حال ہے، تو پھر ان کو زکاۃ دینا جائز ہوتا ہے، بعض شوافع اس دور میں اسی قول کو اختیار کرتے اور راجح قرار دیتے ہیں، بلکہ اس پر فتویٰ کے قائل ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حالات اور عرف ورواج کے بدلنے یا علت کے مرتفع ہونے سے احکام میں تبدیلی آ جایا کرتی ہے، لہٰذا یہ نہ سمجھا جائے کہ اس قول میں احادیث کا انکار یا تردید لازم آتی ہے، جیسا کہ بعض حضرات کا فرمانا ہے کہ جب بنوہاشم کو زکاۃ حرام ہے، تو جس طرح موجودہ دور میں مجبوری کی حالت میں کوئی چوری، ڈاکہ، مردار وغیرہ کی شکل میں ان کو حرام کھانے کی اجازت نہیں دے سکتا، اسی طرح احادیث کی رُو سے ان کو زکاۃ لینا بھی حرام ہے، لہٰذا اس کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

مگر ان حضرات کی یہ بات ہمیں قابلِ اطمینان معلوم نہیں ہوسکی، کیونکہ بنوہاشم کو زکاۃ کی حرمت یا ممانعت کی وجہ یہ نہیں کہ وہ مال (غصب، چوری وڈاکہ کی طرح) بذاتِ خود حرام ہو، ورنہ تو غیر بنوہاشم کے لئے بھی حلال نہ ہوتا، اور چوری وغیرہ کا معاملہ اس سے مختلف ہے کہ وہ بنوہاشم اور غیر بنوہاشم سب کے لئے حرام ہے، دوسرے جب کوئی حکم کسی علت یا عرف کے ساتھ منسلک ہو، تو علت وعرف کے مرتفع ہونے یا بدلنے

Idara Ghufran

پر وہ حکم بھی مرتفع ہو جاتا یا بدل جاتا ہے، پھر حرمت کا حکم کہاں باقی رہا؟ [1]

(۱۳)...... منصور بن یونس بہوتی حنبلی کی عبارت

منصور بن یونس بہوتی حنبلی فرماتے ہیں کہ:

وَسَوَاءٌ أُعْطُوا مِنْ خُمُسِ الْخُمُسِ أَوْ لَمْ يُعْطَوْا لِعُمُوْمِ النُّصُوْصِ ؛ وَلِأَنَّ مَنْعَهُمْ مِّنَ الزَّكَاةِ لِشَرَفِهِمْ، وَشَرَفُهُمْ بَاقٍ فَيَبْقَى الْمَنْعُ (مَا لَمْ يَكُوْنُوْا)أَیْ بَنُوْ هَاشِمٍ (غُزَاةً أَوْ مُؤَلَّفَةً أَوْ غَارِمِيْنَ لِذَاتِ الْبَيْنِ)فَلَهُمُ الْأَخْذُ لِذٰلِكَ، لِجَوَازِ الْأَخْذِ لِذٰلِكَ مَعَ الْغِنٰى وَعَدَمِ الْمِنَّةِ فِيْهِ (وَاخْتَارَ الشَّيْخُ وَجَمْعٌ)مِنْهُمُ الْقَاضِیُ يَعْقُوْبُ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا، وَقَالَهُ أَبُوْ يُوْسُفَ الْإِصْطَخْرِیُّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ (جَوَازَ أَخْذِهِمْ إِنْ مُنِعُوْا الْخُمُسَ) لِأَنَّهُ مَحَلُّ حَاجَةٍ وَّضَرُوْرَةٍ، قَالَ الشَّيْخُ

---

[1] اس موقع پر یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ جب زکاۃ کا مال بذاتِ خود حرام نہیں، اور اسی وجہ سے غریب کو لینا حلال ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ ممانعت کی علت خواہ کوئی بھی ہو، لیکن بنو ہاشم کو زکاۃ کی ممانعت منہی لعینہٖ کے بجائے منہی لغیرہٖ کے طور پر ہے، اور بعض اہلِ علم حضرات ایسے منہی لغیرہٖ کو حاجت کے وقت جائز قرار دیتے ہیں۔

ان المحرم لذاته لایباح الاللضرورة وذالک لان سبب تحریمه ذاتی فهو یمس ضروریا فلایزیل تحریمه الا ضروری مثله فاذا کان التحریم بسبب الاعتداء علی العقل کشرب الخمر فانها لاتباح الخمر الااذا خیف الموت عطشا لان الضرورات هی التی تزیل المحظورات التی حرمت لانها مست ضروریا، اماالمحرم لغیره فانه یباح للحاجة لاللضرورة وذالک لانه لایمس ضروریا ولذا ابیحت رؤیة عورة المرأة عندالعلاج اذا کانت الرؤیة لازمة للعلاج (اصول الفقه ص ۴۰، لابی زهرة)

وقد اتفق الفقهاء علی أن ما یباح دفعا للضرر یباح دفعا للحاجة، أی أن هذه تثبت حکما مثل الأولی إلا أن حکم الحاجة مستمر وخاصة إذا کانت عامة وحکم الضرورة موقوت بمدة قیامها إذ "الضرورة تقدر بقدرها "کما وقع الاتفاق بینهم علی أن المحرمات نوعان :محرمات لذاتها، ومحرمات لغیرها، فالأولی لا یرخص فیها عادة إلا من أجل المحافظة علی مصلحة ضروریة، والثانیة یرخص فیها حتی من أجل المحافظة علی مصلحة حاجیة.علی أنه لا مانع من أن تعامل هذه معاملة الأولی ولو فی بعض الحالات، وعلی هذا الأساس وما قبله جاء ت القاعدة الفقهیة :الحاجة تنزل منزلة الضرورة وقد خرج الفقهاء اعتمادا علیها جزئیات متفرقة یمکن أن تکون أصولا یلحق بها ما یماثلها من نظائرها.

وهناک رخص سببها السفر أو المرض أو النسیان أو الجهل أو الخطأ أو النقص أو الوسوسة أو الترغیب فی الدخول فی الإسلام وحداثة الدخول فیه أو العسر وعموم البلوی (الموسوعة الفقهیة الکویتیة جلد ۲۲، ص ۱۶۲، ۱۶۳، مادة" رخصة")

اس حیثیت سے بھی بنو ہاشم کو ضرورت وحاجت کے وقت زکاۃ کے جواز کے پہلو کی گنجائش نکلتی ہے، بالخصوص ان حضرات کے نزدیک جو مذکورہ اصول کے قائل ہیں، جس کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے رسالہ ''ضرورت وحاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق'' میں کردی ہے، واللہ اعلم۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تَـقِـيُّ الـدِّيْـنِ أَيْـضًا: وَيَجُوْزُ لِبَنِيْ هَاشِمٍ الْأَخْذُ مِنْ زَكَاةِ الْهَاشِمِيِّيْنَ ذَكَرَهٗ فِي الْإِخْتِيَارَاتِ(کشاف القناع عن متن الاقناع) [1]

ترجمہ: اور(زکاۃ اور واجب صدقات بنوہاشم کو دینا جائز نہیں) خواہ ان کو مالِ غنیمت کے خمس سے دیا جائے یا نہ دیا جائے، کیونکہ نصوص عام ہیں، اوران کوزکاۃ کا منع ہونا ان کے شرف کی وجہ سے ہے، اوران کا شرف باقی ہے، تو ممانعت بھی باقی ہے، لیکن یہ اس وقت ہے، جبکہ وہ بنوہاشم مجاہد یا مؤلفۃ قلوب یا کسی کے مقروض نہ ہوں، ورنہ ایسی حالت میں ان بنوہاشم کو(زکاۃ اورواجب صدقات کا) لینا جائز ہے، کیونکہ ایسی صورت میں تو غنی ہونے کے باوجود بھی (زکاۃ وصدقات کا لینا) جائز ہے، اوراس میں کوئی احسان نہیں پایا جاتا، اور شیخ اور ایک جماعت، جس میں ہمارے اصحاب میں سے قاضی یعقوب وغیرہ ہیں، اور یہی قول ابویوسف اصطخری شافعی کا ہے، ان حضرات نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اگر بنوہاشم کو خمس حاصل نہ ہو، تو ان کو(زکاۃ اورواجب صدقات کا) لینا جائز ہے، کیونکہ یہ حاجت وضرورت کا موقع ہے، شیخ تقی الدین کا بھی یہی قول ہے، اور بنوہاشم کے لئے دوسرے بنوہاشم کی زکاۃ لینا بھی جائز ہے، اختیارات میں اس کو ذکر کیا ہے(کشاف القناع)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اکثر حنابلہ کا اصل مذہب تو یہ ہے کہ بنوہاشم کوزکاۃ اورواجب صدقات کا دینا جائز نہیں، لیکن اگر بنوہاشم مقروض وغیرہ ہوں، تو پھر ان کوزکاۃ دینا جائز ہے، اور بعض حنابلہ کے نزدیک موجودہ دور میں جب ان کو خمس حاصل نہ ہو، تو مقروض ہونے کی شرط کے بغیر صرف فقیر یا مسکین ہونے کی حالت میں بھی بنوہاشم کوزکاۃ اورواجب صدقات کا دینا جائز ہے۔

(۱۴)......علامہ مرداوی حنبلی کی عبارت

علامہ مرداوی حنبلی فرماتے ہیں کہ:

(وَلَا بَـنِـيْ هَـاشِمٍ)هٰذَا الْمَذْهَبُ مُطْلَقٌ ، نَصَّ عَلَيْهِ ، وَعَلَيْهِ أَكْثَرُ الْأَصْحَابِ ، وَكَالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِجْمَاعًا .

وَقِيْلَ:يَجُوْزُ إِنْ مُنِعُوا الْخُمُسَ ؛ لِأَنَّـهٗ مَحَلُّ حَاجَةٍ وَضَرُوْرَةٍ ، اِخْتَارَهُ الْآجُرِّيُّ .

---

[1] ج۲ص ۲۹۱،کتاب الزکاۃ، فصل دفع الزکاۃ إلی کافر،لمنصور بن یونس البھوتی.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قَالَ فِي الْفَائِقِ: وَقَالَ الْقَاضِي يَعْقُوبُ ، وَأَبُو الْبَقَاءِ ، وَأَبُو صَالِحٍ: إِنْ مُنِعُوا الْخُمُسَ جَازَ . ذَكَرَهُ الصَّيْرَفِيُّ . انْتَهٰى . وَقَالَ فِي الْفُرُوعِ: وَمَالَ شَيْخُنَا إِلٰى أَنَّهُمْ إِنْ مُنِعُوا الْخُمُسَ أَخَذُوا الزَّكَاةَ ، وَرُبَّمَا مَالَ إِلَيْهِ أَبُو الْبَقَاءِ ، وَقَالَ: إِنَّهُ قَوْلُ الْقَاضِي يَعْقُوبَ مِنْ أَصْحَابِنَا، ذَكَرَهُ اِبْنُ الصَّيْرَفِيِّ فِي مُنْتَخَبِ الْفُنُونِ ، وَاخْتَارَهُ الْآجُرِّيُّ فِي كِتَابِ النَّصِيحَةِ، اِنْتَهٰى، وَزَادَ ابْنُ رَجَبٍ عَلٰى مَنْ سَمَّاهُمْ فِي الْفَائِقِ: نَصْرَ بْنَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ الْجِيلِيَّ . قُلْتُ: وَاخْتَارَهُ فِي الْحَاوِيَيْنِ ، وَقَالَ جَامِعُ الْاِخْتِيَارَاتِ: وَبَنُو هَاشِمٍ إِذَا مُنِعُوا مِنْ خُمُسِ الْخُمُسِ جَازَ لَهُمُ الْأَخْذُ مِنَ الزَّكَاةِ ، وَيَجُوزُ لَهُمُ الْأَخْذُ مِنْ زَكَاةِ الْهَاشِمِيِّينَ ، اِنْتَهٰى .

فَتَلَخَّصَ جَوَازُ الْأَخْذِ لِبَنِي هَاشِمٍ إِذَا مُنِعُوا مِنْ (خُمُسِ) الْخُمُسِ عِنْدَ الْقَاضِي يَعْقُوبَ ، وَأَبِي الْبَقَاءِ ، وَأَبِي صَالِحٍ ، وَنَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَأَبِي طَالِبٍ الْبَصْرِيِّ ، وَهُوَ صَاحِبُ الْحَاوِيَيْنِ، وَالشَّيْخِ تَقِيِّ الدِّيْنِ (الانصاف للمرداوی) [1]

ترجمہ: اور (زکاۃ) بنو ہاشم کو دینا جائز ہے، بغیر کسی قید کے، مذہب یہی ہے، جس کی (امام احمد نے) تصریح کی ہے، اور اکثر اصحاب کا یہی قول ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بالاجماع یہی تصریح منقول ہے۔

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ (بنو ہاشم کو زکاۃ دینا) جائز ہے، اگر ان کو خمس نہ دیا جائے، کیونکہ یہ ضرورت وحاجت کا محل ومقام ہے، امام آجری نے اسی کو اختیار کیا (اور راجح سمجھا) ہے۔

فائق میں ہے کہ: اور قاضی یعقوب اور ابوالبقاء اور ابوصالح نے کہا کہ اگر ان (بنو ہاشم) کو خمس نہ دیا جائے، تو (ان کو زکاۃ دینا) جائز ہے، صیرفی نے اس کو ذکر کیا ہے، بات پوری ہوگئی۔

فروع میں ہے کہ: ہمارے شیخ کا رجحان اس طرف ہے کہ اگر ان کو خمس نہ دیا جائے، تو وہ زکاۃ لے سکتے ہیں، بسا اوقات ابوالبقاء کا میلان اسی طرف ہوا ہے، اور فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں قاضی یعقوب کا یہی قول ہے، ابنِ صیرفی نے منتخب الفنون میں اس کو ذکر کیا ہے، اور آجری نے کتاب النصیحہ میں اسی کو اختیار کیا ہے، فروع کی عبارت مکمل ہوئی، اور ابنِ رجب

---

[1] ج۳ص ۲۵۴، ۲۵۵، کتاب الزکاۃ، باب ذکر اھل الزکاۃ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نے فائق میں ذکر کردہ حضرات میں نصر بن عبدالرزاق جیلی کو بھی زیادہ کر کے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حاوی (نام کی دونوں کتابوں) میں اسی (جواز کے قول) کو اختیار کیا ہے، اور جامع الاختیارات میں ہے کہ بنوہاشم کو جب مالِ غنیمت کے خمس میں سے خمس نہ دیا جائے، تو ان کو زکاۃ لینا جائز ہے، اور اسی طرح بنوہاشم کو ہاشمیوں سے زکاۃ لینا بھی جائز ہے، بات پوری ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ قاضی یعقوب، ابوالبقاء، ابوصالح، نصر بن عبدالرزاق، ابوطالب بصری جو حاوبین کے مصنف ہیں اور شیخ تقی الدین کے نزدیک بنوہاشم کو جب مالِ غنیمت کے خمس کا خمس نہ دیا جائے، تو ان کو زکاۃ لینا جائز ہے (الانصاف)

فائدہ: اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنابلہ کے مذہب میں اگرچہ اکثر حضرات نے مطلقاً بنوہاشم کو زکاۃ دینے کے ممنوع ہونے کا حکم لگایا ہے، لیکن ایک بڑی جماعت جواز کی بھی قائل ہے، جبکہ بنوہاشم کو مالِ غنیمت کا خمس حاصل نہ ہو، اور ان کے نزدیک ناجائز ہونے کا قول اس حالت پر محمول ہے، جبکہ ان کو مالِ غنیمت کا خمس حاصل ہو، علامہ ابنِ تیمیہ وغیرہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

(۱۵)......علامہ ابنِ تیمیہ حنبلی کی عبارت

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَبَنُوْ هَاشِمٍ إِذَا مُنِعُوْا مِنْ خُمُسِ الْخُمُسِ جَازَ لَهُمُ الْأَخْذُ مِنَ الزَّكَاةِ وَهُوَ قَوْلُ الْقَاضِي يَعْقُوْبَ وَغَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِنَا وَقَالَهُ أَبُوْ يُوْسُفَ وَالْإِصْطَخْرِيُّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ مَحَلُّ حَاجَةٍ وَضَرُوْرَةٍ وَيَجُوْزُ لِبَنِيْ هَاشِمٍ الْأَخْذُ مِنْ زَكَاةِ الْهَاشِمِيِّيْنَ وَهُوَ مَحْكِيٌّ عَنْ طَائِفَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ (الاختيارات الفقهية، ج ۱ ص ۴۵۶، كتاب الزكاة)

ترجمہ: اور بنوہاشم کو جب مالِ غنیمت کے خُمس کا خمس نہ دیا جائے، تو ان کو زکاۃ کا لینا جائز ہے، اور یہی ہمارے اصحاب میں سے قاضی یعقوب وغیرہ کا قول ہے، اور یہی قول ابو یوسف اور اصطخری کا شافعیہ میں سے ہے، ضرورت اور حاجت کی وجہ سے، اور بنوہاشم کو دوسرے ہاشمیوں سے زکاۃ لینا جائز ہے، اور یہی قول اہلِ بیت کی ایک جماعت سے مروی ہے (اختیارات الفقہیۃ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابنِ تیمیہ اور بعض دوسرے حضرات ضرورت وحاجت کی وجہ سے بنو ہاشم کو اس دور میں زکاۃ لینا جائز قرار دیتے ہیں، اور بنو ہاشم کی اپنی زکاۃ بنو ہاشم کو دینے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں، جیسا کہ اس طرح کی روایت حنفیہ کے مذہب میں بھی ہے، اور اس کی وجہ کا تفصیلاً پہلے ذکر گزرا۔

(۱۶)......ابنِ مفلح حنبلی کی عبارت

ابنِ مفلح حنبلی فرماتے ہیں کہ:

وَقِيلَ: يَجُوزُ إنْ مُنِعُوا الْخُمسَ، اِخْتَارَهُ الْقَاضِیُ يَعْقُوبُ، وَالْآجُرِیُّ، وَالشَّيْخُ تَقِیُّ الدِّيْنُ؛ لِأَنَّهُ مَحَلُّ حَاجَةٍ وَّضَرُوْرَةٍ (المبدع فی شرح المقنع) [1]

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ بنو ہاشم کو زکاۃ جائز ہے، اگر ان کو خمس نہ ملے، جس کو قاضی یعقوب اور آجری اور شیخ تقی الدین نے اختیار کیا ہے، کیونکہ یہ حاجت اور ضرورت کا موقع ہے (المبدع)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب بنو ہاشم کو خمس نہ ملے، جیسا کہ اس دور میں حالت ہے، تو بعض حنابلہ ان کے لئے زکاۃ وصدقہ کے جائز ہونے کے قائل ہیں۔

(۱۷)......محمد عرفہ دسوقی مالکی کی عبارت

محمد عرفہ دسوقی مالکی فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمْ أَنَّ مَحَلَّ عَدَمِ إعْطَاءِ بَنِیْ هَاشِمٍ مِنْهَا إذَا أُعْطُوا مَا يَسْتَحِقُّوْنَهُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَإِنْ لَّمْ يُعْطَوْا وَأَضَرَّ بِهِمُ الْفَقْرُ أُعْطُوْا مِنْهَا وَإِعْطَاؤُهُمْ حِيْنَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْ إعْطَاءِ غَيْرِهِمْ وَقَيَّدَهُ الْبَاجِی بِمَا إذَا وَصَلُوْا لِحَالَةٍ يُبَاحُ لَهُمْ فِيْهَا أَكْلُ الْمَيْتَةِ لَا مُجَرَّدُ ضَرَرٍ وَالظَّاهِرُ خِلَافُهُ وَأَنَّهُمْ يُعْطَوْنَ عِنْدَ الْاِحْتِيَاجِ وَلَوْ لَمْ يَصِلُوْا لِحَالَةِ إبَاحَةِ أَكْلِ الْمَيْتَةِ إذْ عَطَاؤُهُمْ أَفْضَلُ مِنْ خِدْمَتِهِمْ لِذِمِّيٍّ أَوْ ظَالِمٍ اهـ تَقْرِيْرُ شَيْخِنَا عَدَوِیٍّ وَهٰذَا كُلُّهُ فِی الصَّدَقَةِ الْوَاجِبَةِ كَمَا هُوَ الْمَوْضُوْعُ، وَأَمَّا صَدَقَةُ التَّطَوُّعِ فَيَجُوْزُ لَهُمْ أَخْذُهَا مَعَ الْكَرَاهَةِ عَلَى الْمُعْتَمَدِ وَمَا يَأْتِیْ فِی الْخَصَائِصِ مِنْ حُرْمَتِهَا عَلَيْهِمْ أَيْضًا فَهُوَ ضَعِيفٌ وَإِنْ شَهَّرَهُ ابْنُ عَبْدِ

---

[1] ج۲ص ۴۲۱، کتاب الزکاۃ، باب ذکر اهل الزکاۃ، الاصناف التی لاتأخذ من الزکاۃ.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

السَّلَامِ(حاشية الدسوقی علی الشرح الکبیر للشيخ الدردير) [1]

ترجمہ: اور یہ بات جان لینی چاہئے کہ بنوہاشم کوزکاۃ نہ دینے کا مقام اس وقت ہے، جبکہ ان کو بیتُ المال سے ان کا حق (مالِ غنیمت وغیرہ کی شکل میں) حاصل ہو، اور اگر بیتُ المال سے ان کا حق حاصل نہ ہو، اور ان کو فقروفاقہ سے ضرر لاحق ہو، تو ان کو زکاۃ دی جائے گی، اور ایسے وقت میں ان کو زکاۃ دینا افضل ہے، بنسبت دوسروں کوزکاۃ دینے کے، اور علامہ باجی نے یہ قید لگائی ہے کہ جب کہ وہ ایسی حالت کو پہنچ جائیں، جس میں مردار کا کھانا جائز ہوجاتا ہے، صرف ضرر کا لاحق ہونا کافی نہیں، اور راجح اس کے برخلاف ہے کہ ان کو ضرورت کے وقت زکاۃ دی جائے گی، اگرچہ وہ مردار کے کھانے کے جائز ہونے کی حالت تک نہ پہنچیں، کیونکہ ان کو زکاۃ کا دینا افضل ہے، ان کے کسی ذمی یا ظالم کی خدمت (کرکے اجرت حاصل) کرنے سے، یہ ہمارے شیخ عدوی کی تقریر ہے، اور یہ سب حکم صدقہ واجبہ میں ہے، جیسا کہ صدقہ واجبہ کا یہی موضوع ہے، اور جہاں تک نفلی صدقہ کا معاملہ ہے، تو نفلی صدقہ کا ان کو لینا معتمد قول کے مطابق کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور خصائص میں جو نفلی صدقہ کے بھی بنوہاشم پر حرام ہونے کا ذکر آیا ہے، تو وہ ضعیف ہے، اگرچہ ابنِ عبدالسلام نے اس کی تشہیر کی ہے (حاشیہ دسوقی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بعض مالکیہ کے نزدیک بھی جب بنوہاشم کو بیتُ المال سے ان کا حق حاصل نہ ہو، اور وہ حاجت مند ہوں، تو زکاۃ وصدقاتِ واجبہ کا ان کو دینا ولینا جائز ہے، اور اس جائز ہونے کے لئے ان کا اضطراری حالت کو پہنچنا ضروری نہیں، یہی راجح ہے۔

(۱۸)......شیخ دردیر مالکی کی عبارت

شیخ دردیر مالکی فرماتے ہیں کہ:

قَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا حُرِمُوْا حَقَّهُمْ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَصَارُوْا فُقَرَاءَ جَازَ أَخْذُهُمْ وَإِعْطَاؤُهُمْ مِنْهَا كَمَا هُوَ الْآنَ (الشرح الصغير للشيخ الدردير لكتابه أقرب المسالك، ج ۱ ص ۶۶۰، باب الزكاة، فصل في بيان مصرف الزكاة)

ترجمہ: بعض (مالکی حضرات) نے فرمایا کہ جب بنوہاشم اپنے بیتُ المال کے حق سے محروم

---

[1] ج ۱ ص ۴۹۳، ۴۹۴، باب الزكاة، فصل من تصرف له الزكاة ومايتعلق بذلك.

Idara Ghufran

ہوجائیں،اوروہ فقیروتنگ دست ہوں،توان کوزکاۃ کالینااوردیناجائزہے،جیسا کہ آج کل حالت ہے(شرح الصغیر)

مالکیہ کی اورکتابوں میں بھی اس قول کاذکر پایا جاتا ہے۔ [1]

فائدہ: اس قسم کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنوہاشم کو جب ضرورت وحاجت لاحق ہو،تو ان کو بعض مالکیہ کے نزدیک زکاۃ اورواجب صدقات کالینادیناجائزہے،جیسا کہ آج کل ضرورت وحاجت والی یہی حالت ہے۔

(۱۹)......علامہ انورشاہ کشمیری صاحب کی عبارت وفتویٰ

علامہ انورشاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ،بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وَنَقَلَ الطَّحَاوِيُّ عَنْ أَمَالِي أَبِي يُوسُفَ:أَنَّهُ جَازَ دَفْعُ الزَّكَاةِ إِلٰى آلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ فُقْدَانِ الْخُمُسِ، فَإِنَّ فِي الْخُمُسِ حَقَّهُمْ، فَإِذَا لَمْ يُوجَدْ، صَحَّ صَرْفُهَا إِلَيْهِمْ،وَفِي الْبَحْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ الثَّلْجِيِّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَيْضًا جَوَازُهُ،وَفِي عِقْدِ الْجِيدِ أَنَّ الرَّازِي أَيْضًا أَفْتٰى بِجَوَازِهِ،قُلْتُ:وَأَخذُ الزَّكَاةِ عِنْدِي أَسْهَلُ مِنَ السُّؤَالِ، فَأُفْتِي بِهِ أَيْضًا (فيض البارى للكشميرى) [2]

ترجمہ: اورامام طحاوی نے،امام ابویوسف کے امالی سے نقل کیا ہے کہ خمس نہ پائے جانے کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کوزکاۃ دیناجائزہے،کیونکہ خمس میں ان کاحق تھا،پس جب وہ نہیں پایا گیا،توزکاۃ کوان کی طرف خرچ کرناصحیح ہوگیا،اوربحرمیں محمدبن شجاع ثلجی سے امام ابوحنیفہ کی روایت بھی جواز کی ہے،اورعقدالجید میں ہے کہ امام رازی نے بھی اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے، میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک زکاۃ کو لینا زیادہ ہلکا ہے،

---

[1] وإنها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد " ويعطون ما يحتاجون إليه من بيت مال المسلمين، فإن لم يُعطوا وأضرَّ بهم الفقر أُعطوا من الزكاة، وإعطائهم حينئذ أفضل من إعطاء غيرهم.أما صدقة التطوع فتصح لبنى هاشم وغيرهم(فقه العبادات على المذهب المالكى، ج ۱ ص ۲۹۴، الباب الثالث مصارف الزكاة،للحاجّة كوكب عبيد)

[2] ج۳ص۱۵۷،كتاب الزكاة، باب ما يذكر فى الصدقة للنبى -صلى الله عليه وسلم .

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بنسبت سوال کرنے (اور بھیک مانگنے) کے، تو میں بھی اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں (فیضُ الباری)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب بنو ہاشم کے لئے مالِ غنیمت اور مالِ فیئ کی شکل میں اعانت کا انتظام نہ ہو، تو ضرورت وتنگ دستی دور کرنے کے لئے بنو ہاشم کو زکاۃ کے جائز ہونے پر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے، اور وہ تنگ دست بنو ہاشم کے سوال کرنے اور کسی کے سامنے مانگنے اور ہاتھ پھیلانے کو زیادہ سخت چیز سمجھتے تھے، بنسبت اس کے کہ ان کو زکاۃ دی جائے۔ [1]

(۲۰)......فتاویٰ محمودیہ کی عبارت

مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

---

[1] علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے مذکورہ قول پر بعض حضرات نے چار قسم کے اعتراضات یا شبہات کئے ہیں۔

ایک یہ کہ ان کا یہ قول جمہور کے خلاف ہے، دوسرے صحیح احادیث کے خلاف ہے، تیسرے یہ قیاس ہے نص کے مقابلہ میں، چوتھے یہ کہ بعض صورتوں میں سوال جائز ہے، اور یہ صدقات کی حرمت بنو ہاشم پر بوجہ اوساخ الناس ہونے کے کسی صورت میں بھی جائز نہیں، اور اس کی علت مؤبدہ ہے، لہٰذا ان کا یہ فتویٰ درست نہیں۔

مگر ہمیں ان توجیہات یا شبہات سے اتفاق نہ ہوسکا۔

جہاں تک پہلے شبہ کا تعلق ہے، تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اس سلسلہ میں علامہ کشمیری تنہا نہیں ہیں، بلکہ امام ابوحنیفہ کی ایک روایت اور حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی سلسلہ کے متعدد مشائخ اور جلیل القدر اہلِ علم حضرات بھی اس کے قائل ہیں، پھر کسی قول کا جمہور کے صرف خلاف ہونا اس کے غیر مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں، ورنہ حنفیہ کے ہاں بہت سے مسائل جمہور کے خلاف بھی معمول بہا ہیں، علاوہ ازیں اگر کوئی مسئلہ علت سے یا عرف ورواج کی تبدیلی کی وجہ سے حکم کے بدلنے کا متقاضی ہو، تو اس میں جمہور کی مخالفت کا حکم لگنا، زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہوا کرتا۔

اور جہاں تک اس موقف کے صحیح احادیث کے خلاف ہونے کا تعلق ہے، تو اس سلسلہ میں صاحب ''الاختیار'' وغیرہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ احادیث کا یہ حکم اس وقت لاگو ہوتا ہے، جبکہ زکاۃ کے عوض میں مالِ غنیمت سے بنو ہاشم کو حصہ حاصل ہوتا ہو، ورنہ کوئی تعارض ومعارضہ نہیں، اور ایسی حالت میں آیت اپنے اطلاق پر جاری رہے گی، جبکہ بعض حضرات نے دوسرے جوابات بھی دیئے ہیں، جن کا ذکر ہماری اس بحث میں رواں عبارت کے ذیل میں موجود ہے۔

اور جہاں تک نص کے مقابلہ میں قیاس کا تعلق ہے تو یہ بھی تسلیم نہیں، کیونکہ نصوص سے ہی مالِ غنیمت کے عوض کی تعلیل ثابت ہے، اور جب کوئی نص کسی علت کے ساتھ معلل ہو، تو علت کے ارتفاع سے حکم کا ارتفاع ہوجاتا ہے۔ کما مر۔

اور جہاں تک چوتھی وآخری بات کا تعلق ہے، تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اگر بنو ہاشم کو زکاۃ اخذ کرنے میں ان کی ذلت سے بچانے کی حکمت مضمر ہو، تو سوال کرنے میں یہ حکمت زیادہ شدت کے ساتھ متاثر ہوتی ہے، جس میں شک نہیں، اور اوساخُ الناس کی علت کو مؤبدہ قرار دینے سے بھی اتفاق نہیں، اور اس علت پر کلام پیچھے احادیث کے ضمن میں جہاں اوساخ الناس والی حدیث ذکر کی گئی ہے، گزر چکا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض دیگر جلیل القدر فقہاء ومشائخ بلکہ صاحبِ فتاویٰ محمودیہ وغیرہ کا بھی یہی قول ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سادات کا اکرام واحترام لازم ہے، اس لئے ان کو زکاۃ وصدقاتِ واجبہ دینے سے احتراز کا حکم ہے، کیونکہ ایسا مال اوساخُ الناس کہلاتا ہے، لیکن جو سادات اس قدر حاجت مند ہوں، کہ گزارے کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائیں، ان کے حق میں حنفیہ میں سے امام طحاوی اور شافعیہ میں سے امام رازی نے زکاۃ کو درست قرار دیا ہے کہ زکاۃ لینے میں جس قدر ان کے احترام پر زد پڑتی ہے، اس سے زیادہ تر بھیک مانگنے میں ہے، یہ سب کی نگاہوں میں بڑی ذلت ہے، اس بڑی ذلت سے بچانے کے لئے اگر ان کو زکاۃ دے دی جائے، تو یہ اَھون ہے، اگرچہ یہ ظاہر الروایۃ نہیں ہے، اور عامۃً اس کو فتویٰ کے لئے اختیار نہیں کیا جاتا، لیکن سخت مجبوری اور محتاجگی کی حالت میں اس پر عمل کرنے کی دیگر اکابر کے کلام میں گنجائش معلوم ہوتی ہے، حضرت مولانا انور شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ فیض الباری اور العرف الشذی میں منقول ہے (فتاویٰ محمودیہ)[1]

فائدہ: معلوم ہوا کہ جب سادات سخت ضرورت مند ہوں، تو ان کو سوال وغیرہ کی ذلت سے بچانے کے مقابلہ میں زکاۃ دینا اہون اور ہلکا ہے، اور بعض اکابر اس کے قائل ہیں۔

(۲۱)......مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ فرماتے ہیں کہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ کے نزدیک ہاشمی عامل کی اجرت، زکاۃ سے دی جاسکتی ہے، بلکہ ابوعصمہ نے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت اس کی نقل کی ہے کہ بیتُ المال کا خمس ختم ہونے کے بعد بنو ہاشم کے لئے زکاۃ لینا جائز ہے، امام طحاوی نے بھی ’’عن محمد عن ابی یوسف‘‘ کے طریق سے ایک روایت یہی نقل کی ہے، بعض شافعیہ اور بعض مالکیہ کا بھی یہی قول ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی امالی ابی یوسف سے یہی قول نقل کر کے اسی کو اختیار کیا ہے، شافعیہ سے امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

ایک غور طلب امر: ہمارے زمانہ کے فقہاء کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ کیا اس دور میں بنو ہاشم میں فقر کی کثرت کو دیکھتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا روایت پر فتویٰ دیا

---

[1] جلد۹ص۵۶۰، کتاب الزکاۃ، باب مصارف الزکاۃ، مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی، سنِ طباعت:۱۴۲۶ھ 2005ء۔

Idara Ghufran

جاسکتا ہے یا نہیں؟(درسِ ترمذی) [1]

فائدہ: معلوم ہوا کہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بھی موجودہ دور میں بنو ہاشم کے لئے زکاۃ کے جواز پر فتوے کے لئے غور کرنے کے قائل ہیں، اور موجودہ دور کے کئی اہلِ علم وفقہ حضرات کا غور وفکر کے نتیجہ میں اس کی طرف رجحان وفتویٰ موجود ہے۔

(۲۲)......مولانا قاضی مجاہدُ الاسلام قاسمی صاحب کا فتویٰ

مولانا قاضی مجاہدُ الاسلام قاسمی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> موجودہ دور میں کسی ہاشمی کو جو فقیر ہو، زکاۃ دینا میرے نزدیک جائز ہے، اس بارے میں اصل مسلک تمام ہی علماء کا یہی ہے کہ زکاۃ ہاشمی کو نہیں دی جاسکتی ہے، لیکن ظاہرُ الروایۃ اور مشہور مسلک سے الگ ہوکر ایک قول امام ابو یوسف کا یہ منقول ہے کہ ہاشمی کی زکاۃ ہاشمی کو دی جاسکتی ہے، امام ابوحنیفہ سے ابو عصمہ کی روایت یہ ہے کہ امام صاحب سادات کے لئے علی الاطلاق جواز کے قائل ہیں، خواہ زکاۃ ہاشمی کے مال کی ہو یا غیر ہاشمی کے مال کی، امام صاحب کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ خمس الخمس جو اہلِ قرابتِ رسولُ اللہ کے لئے تھا، اب وہ انہیں نہیں ملتا، زکاۃ ان پر حرام قرار دی گئی، لیکن اس کا بدل خمسُ الخمس مقرر کیا گیا تھا، اب جبکہ وہ بدل ختم ہوگیا، تو اصل یعنی زکاۃ ان کے لئے حلال ہوگی، امام طحاوی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، شوافع میں امام اصطخری اور بعض حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے، متاخرین علمائے ہند میں حضرت انور شاہ کشمیری کے بارے میں فیض الباری میں نقل کیا گیا ہے کہ سادات کو مجبور ہوکر بھیک مانگنے کے مقابلہ میں زکاۃ کھانا آسان تر ہے، لہٰذا میں بھی یہی فتویٰ دیتا ہوں، کفایتُ المفتی میں مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کا فتویٰ جواز ہی کا نقل کیا گیا ہے، اگرچہ مفتی کفایتُ اللہ صاحب کو اس سے اتفاق نہیں۔
>
> بہرحال قولِ امام مختلف ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ اور بعض دیگر علماء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، اختلاف دلیل وبراہین کا نہیں، بلکہ بدلتے ہوئے حالات اور زمانہ کا ہے، اس لئے اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے اس روایتِ غیر مشہورہ پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، موجودہ حالات یہی

---

[1] جلد ۲ صفحہ ۴۷۹، ۴۸۰، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم واھل بیتہ وموالیہ، مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی، طبع نہم.

Idara Ghufran

ہیں کہ خمسُ الخمس سادات کو ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، عطایا وہدایا کے ذریعہ سادات کی خدمت کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے، لہٰذا میں پوری طمانیتِ قلب کے ساتھ یہ رائے رکھتا ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ ضرورت مند سادات کو زکاۃ شرعاً دی جاسکتی ہے (مجلّہ ''بحث ونظر'') لے

فائدہ: مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ موجودہ دور کے مشہور صاحبِ علم وصاحبِ فقہ مولانا قاضی مجاہدُ الاسلام قاسمی صاحب بھی بنوہاشم کو زکاۃ کے جواز کی طرف نہ صرف یہ کہ مائل ہیں، بلکہ مکمل اطمینانِ قلب کے ساتھ ضرورت مند بنوہاشم کو زکاہ کے جواز پر فتویٰ دیتے ہیں۔

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

عبرت کدہ (حضرت آدم علیہ السلام: قسط ۶) مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت آدم وحوا کو شیطان کا بہکانا

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو جنت میں ٹھہر جانے کا حکم اور ایک درخت کے قریب جانے سے منع فرمادیا، تو شیطان جو کہ اپنے دل میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سے خار لئے بیٹھا تھا، اور حسد کی آگ میں اندر ہی اندر جل اور کُڑھ رہا تھا، اسے کیسے سکون مل سکتا تھا، اس نے اپنی چال چلی، اور حضرت آدم اور حوا کو اس شجرۂ ممنوع سے کھانے میں مبتلا کردیا۔

لیکن جیسے ہی حضرت آدم اور حوا نے اس ممنوعہ درخت کا میوہ کھایا، تو حضرت آدم اور حوا پر بشری لوازم ابھرنے لگے، اپنے آپ کو دیکھا تو ننگے ہیں، اور لباس سے محروم ہیں، جلدی جلدی انہوں نے اپنے آپ کو جنت کے درختوں کے پتوں سے ڈھانپنا شروع کردیا۔

دوسری طرف حضرت آدم اور حوا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب بھی شروع ہوگیا، اور ان سے باز پرس بھی شروع ہوگئی کہ جب اس درخت کو کھانے سے منع کیا گیا تھا، تو پھر یہ حکم عدولی کیسی؟ حضرت آدم تو بہرحال جلیل القدر پیغمبر تھے، اس لئے شیطان کی طرح کٹ حجتی اور مناظرہ نہیں کیا، اور اپنی غلطی کو تاویلات کے پردے میں چھپانے کی کوشش نہیں کی، اور ندامت وشرمساری کے ساتھ اقرار کیا کہ غلطی ہوئی، جبکہ اس کا سبب بغاوت وسرکشی نہیں، بلکہ بشریت کی وجہ سے بھول تھی۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اس واقعہ کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ:

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ. وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ. فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ.

Idara Ghufran

یعنی ’’پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسہ ڈالا، تاکہ ان کے لیے ظاہر کردے جو کچھ ان کی شرم گاہوں میں سے ان سے چھپایا گیا تھا، اور اس نے کہا تم دونوں کے رب نے تمھیں اس درخت سے منع نہیں کیا مگر اس لیے کہ کہیں تم دونوں فرشتے بن جاؤ، یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور اس نے دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ بے شک میں تم دونوں کے لیے یقیناً خیر خواہوں سے ہوں۔ پس اس نے دونوں کو دھوکے سے نیچے اتار لیا، پھر جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کے لیے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں اور دونوں جنت کے پتوں سے (لے لے کر) اپنے آپ پر چپکانے لگے اور ان دونوں کو ان کے رب نے آواز دی کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا اور تم دونوں سے نہیں کہا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

اور قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ. وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (سورۃ البقرۃ رقم الآیۃ ۳۶)

’’پھر لغزش دے دی آدم وحوا کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے، پس نکالا ان دونوں کو اس (عیش و آرام) سے جس میں وہ تھے، اور ہم نے کہا کہ تم نیچے اُترو، تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہوں گے، اور تم کو زمین پر کچھ عرصہ ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک (مخصوص) وقت تک‘‘

زَلَّةٌ کے معنیٰ عربی لغت میں لغزش کے ہیں، اِزْلَالٌ کے معنیٰ ہیں ’’کسی کو لغزش دینا‘‘ معنیٰ یہ ہیں کہ شیطان نے آدمؑ و حواؑ کو لغزش دیدی۔

قرآن کے یہ الفاظ صاف اس کا اظہار کررہے ہیں، کہ حضرت آدم وحوا کی یہ خلاف ورزی اس طرح کی نہ تھی جو عام گناہگاروں کی طرف سے ہوا کرتی ہے، بلکہ شیطانی تلبیس سے کسی دھوکہ فریب میں مبتلا ہو کر ایسے اقدام کی نوبت آ گئی، کہ جس درخت کو ممنوع قرار دیا تھا، اُس کا پھل وغیرہ کھا بیٹھے۔

عَنْهَا میں لفظِ عَنْ سبب کے معنیٰ میں ہے، یعنی اُس درخت کے سبب وذریعہ سے شیطان نے آدم وحواؑ کو لغزش میں مبتلا کردیا (معارف القرآن عثمانی جلد۱ صفحہ۱۹۲ بتغیر)

Idara Ghufran

یہاں ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ جب شیطان کو سجدے سے انکار کی بناء پر پہلے ہی مردود کر کے جنت سے نکال دیا گیا تھا، تو یہ آدم وحوا کو بہکانے کے لئے جنت میں کیسے پہنچا؟

اس کا بے غبار جواب یہ ہے کہ شیطان کے بہکانے اور وہاں تک پہنچنے کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ بغیر ملاقات کے اُن کے دل میں وسوسہ ڈالا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو بہت سے ایسے تصرفات پر قدرت دی ہے جو عام طور پر انسان نہیں کر سکتے، ان کو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوجانے کی بھی قدرت دی ہے، ہوسکتا ہے کہ اپنی قوتِ جِنّیہ کے ذریعہ صورت وہیئت بدل کر آدم وحواء کے ذہن کو متأثر کیا ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی دوسری شکل میں مثلاً سانپ وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہو کر جنت میں داخل ہوگیا ہو، اور شاید یہی سبب ہوا کہ آدم علیہ السلام کو اس کی دشمنی کی طرف دھیان نہ رہا۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف کی آیت وَقَاسَمَهُمَا اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ . سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے صرف وسوسہ اور ذہنی اثر ڈالنے سے کام نہیں لیا بلکہ آدم وحوا سے زبانی گفتگو کر کے اور قسمیں کھا کر متأثر کیا (معارف القرآن عثمانی جلد ا صفحہ ۱۹۳ بتغیر) [1]

---

[1] ولا خلاف بين أهل التأويل وغيرهم أن إبليس كان متولي إغواء آدم، واختلف في الكيفية، فقال ابن مسعود وابن عباس وجمهور العلماء أغواهما مشافهة، ودليل ذلك قوله تعالى ":وقاسمهما إني لكما لمن الناصحين "والمقاسمة ظاهرها المشافهة .وقال بعضهم، وذكره عبد الرزاق عن وهب بن منبه، :دخل الجنة في فم الحية وهي ذات أربع كالبختية من أحسن دابة خلقها الله تعالى بعد أن عرض نفسه على كثير من الحيوان فلم يدخله إلا الحية، فلما دخلت به الجنة خرج من جوفها إبليس فأخذ من الشجرة التي نهى الله آدم وزوجه عنها فجاء بها إلى حواء فقال :انظري إلى هذه الشجرة، ما أطيب ريحها وأطيب طعمها وأحسن لونها !فلم يزل يغويها حتى أخذتها حواء فأكلتها .ثم أغوى آدم، وقالت له حواء :كل فإني قد أكلت فلم يضرني، فأكل منها فبدت لهما سوآتهما وحصلا في حكم الذنب، فدخل آدم في جوف الشجرة، فناداه ربه: أين أنت؟ فقال :أنا هذا يا رب، قال :ألا تخرج؟ قال أستحي منك يا رب، قال :اهبط إلى الأرض التي خلقت منها .ولعنت الحية وردت قوائمها في جوفها وجعلت العداوة بينها وبين بني آدم، ولذلك أمرنا بقتلها، على ما يأتي بيانه .وقيل لحواء :كما أدميت الشجرة فكذلك يصيبك الدم كل شهر وتحملين وتضعين كرها تشرفين به على الموت مرارا .زاد الطبري والنقاش :وتكوني سفيهة وقد كنت حليمة . وقالت طائفة :إن إبليس لم يدخل الجنة إلى آدم بعد ما أخرج منها وإنما أغوى بشيطانه وسلطانه ووسواسه التي أعطاه الله تعالى، كما قال صلى الله عليه وسلم :(إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم) والله أعلم .وسيأتي في الأعراف أنه لما أكل بقي عريانا وطلب ما يستتر به فتباعدت عنه الأشجار وبكتوه بالمعصية، فرحمته شجرة التين، فأخذ من ورقه فاستتر به، فبلي بالعرى دون الشجر .والله أعلم(تفسير القرطبي، سورة البقرة رقم الآية ٣٦)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آگے جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ:

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ

''سو نکالا ان دونوں کو اس عیش (و آرام) سے جس میں وہ تھے''

یعنی شیطان نے دھوکہ اور لغزش کے ذریعہ آدم وحوا علیہما السلام کو ان نعمتوں سے نکال دیا، جن میں وہ آرام سے گذر بسر کر رہے تھے، یہ نکالنا اگرچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، مگر اس کا سبب شیطان بنا تھا، اس لئے نکالنے کی نسبت اُس کی طرف کر دی گئی۔

جب حضرت آدم اور حوا سے لغزش ہوگئی اور جس درخت کے کھانے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو منع کیا گیا تھا، اس کو انہوں نے کھالیا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ اب انسان کے دنیا میں جانے کا وقت آ گیا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حوا کو دنیا کی طرف بھیج دیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ''

''اور ہم نے کہا کہ تم نیچے اُترو، تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہوں گے'' [1]

یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ اِهْبِطُوْا جمع کا صیغہ ہے، جو عربی قاعدہ کے لحاظ سے کم از کم تین افراد پر بولا جاتا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وفی کیفیة توسله إلى ذلک أقوال، فقیل: دخل الجنة ابتلاء لآدم وحواء، وقیل: قام عند الباب فناداهما وأفسد حالهما، وقیل: تمثل بصورة دابة فدخل ولم یعرفه الخزنة، وقیل: أرسل بعض أتباعه إلیهما. وقیل: بینما هما یتفرجان فی الجنة إذ راعهما طاووس تجلی لهما علی سور الجنة فدنت حواء منه، وتبعها آدم فوسوس لهما من وراء الجدار، وقیل: توسل بحیة تسورت الجنة -ومشهور حکایة الحیة- وهذان الأخیران یشیر أولهما عند ساداتنا الصوفیة إلی توسله من قبل الشهوة خارج الجنة، وثانیهما إلی توسله بالغضب، وتسور جدار الجنة عندهم إشارة إلی أن الغضب أقرب إلی الأفق الروحانی والحیز القلبی من الشهوة، وقیل: توسله إلی ما توسل إلیه إذ ذاک مثل توسله الیوم إلی إذلال من شاء الله تعالی وإضلاله، ولا نعرف من ذلک إلا الهواجس والخواطر التی تفضی إلی ما تفضی، ولا جزم عند کثیر فی دخول الشیطان فی القلب بل لا یعقلونه، ولهذا قالوا: خبر إن الشیطان -یجری من بنی آدم مجری الدم- محمول علی الکنایة عن مزید سلطانه علیهم وانقیادهم له، وکأنی بک تختار هذا القول، وقال أبو منصور: لیس لنا البحث عن کیفیة ذلک، ولا نقطع القول بلا دلیل، وهذا من الإنصاف بمکان (تفسیر روح المعانی، سورة البقرة رقم الآیة ۳۶)

[1] قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں بھی اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

قُلْنَا اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا (سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۳)

یعنی دونوں کے دونوں جنت سے اترو

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

Idara Ghufran

ہے،اورمراد یہاں دوافراد یعنی آدم وحوا ہیں،تو اُن کو جمع کے صیغے کے ساتھ جنت سے اُترنے کا حکم دینا کیسے درست ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت آدم کے تمام انسانوں کے باپ اور حضرت حوا کے تمام انسانوں کی ماں ہونے کی وجہ سے یہ دونوں افراد تمام انسانوں کے قائم مقام تھے،اس لئے تمام انسانوں کی اس نسبت کا لحاظ کرتے ہوئے یہاں جمع کے صیغے کے ساتھ حضرت آدم وحوا کو جنت سے اُترجانے کا حکم فرمایا،اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خطاب شیطان کو بھی ہو(معارف القرآن ادریسی جلد۱صفحہ۱۳۲وجلد۵ص۷۰بتغیر) [۱]

اوراس آیت میں جو یہ فرمایا کہ''تم میں بعضے بعضوں کے دشمن ہونگے''اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری (آدم وحوا) کی اولاد میں باہم عداوت ہوگی یا یہ مطلب ہے کہ شیطان کے ساتھ تمہاری (آدم وحوا اور اولاد کی) عداوت کا سلسلہ دنیا میں بھی جاری رہے گا(معارف القرآن عثمانی ج۱ص۱۹۳بتغیر)(جاری ہے......)

---

[۱] وقلنا اهبطوا ای انزلوا الى الأرض يعنى آدم وحواء وإبليس والحية(التفسير المظهرى، سورة البقرة، رقم الآية ٣٦)

والخطاب لآدم وحواء والحية والشيطان، فى قول ابن عباس .وقال الحسن :آدم وحواء والوسوسة .وقال مجاهد والحسن أيضا :بنو آدم وبنو إبليس .والهبوط :النزول من فوق إلى أسفل(تفسير القرطبى، سورة البقرة، رقم الآيه ٣٦)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

عرق النسا(Sciatica)

عرق النساءعربی زبان کا نام ہے،اوراس کوعربی زبان میں ’’أَلَـمُ النَّسَا ‘‘بھی کہاجاتا ہے،اوراس کوفارسی زبان میں ’’دردِ سیاتیک‘‘، اورانگریزی زبان میں ’’سیاٹیکا‘‘(Sciatica) اورفرانسیسی زبان میں sciatique کہاجاتاہے۔

یہ ایک مشہوردرد ہے،جوسرین سے نیچے پاؤں تک اترا کرتاہے،اوربعض اوقات انگلیوں تک پہنچ جاتا ہے، اگر مادہ تھوڑا ہوتاہے،تومحض گھٹنے یا پنڈلی یااس سے بھی اوپر تک ہی محدود رہتاہے،اطبانے لکھا ہے کہ ’’نسا‘‘نامی ایک رگ ہے،جس میں مادہ ٹھہر جاتا ہے،اوراس تکلیف کاباعث ہوتاہے۔

اس مرض کے اسباب اوروجع المفاصل(یعنی جوڑوں کے درد) کے اسباب تقریباً ایک ہی سے ہوتے ہیں،لیکن اکثر مادہ بلغمیہ اس رگ میں جاکردرد کا باعث ہوتاہے،کبھی ریاح کی کثرت ہوتی ہے، درد سرین کے جوڑ سے شروع ہوکرنیچے کی طرف ایک ٹانگ میں اترتا ہے، بسااوقات پاؤں کی انگلیوں تک پہنچتاہے(حاذق،صفحہ۵۳۸،مصنفہ:حکیم اجمل خان صاحب مرحوم،مطبوعہ:مدینہ پبلشنگ کمپنی،کراچی)

احادیث میں عرق النساکےمرض کا سادہ اورآسان علاج بیان کیا گیاہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصِفُ مِنْ عِرْقِ النَّسَا أَلْيَةَ كَبْشٍ عَرَبِيٍّ أَسْوَدَ، لَيْسَ بِالْعَظِيمِ وَلَا بِالصَّغِيرِ، يُجَزَّأُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَيُذَابُ فَيُشْرَبُ كُلَّ يَوْمٍ جُزْءٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۳۲۹۵ علىٰ شرط الشيخين)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ’’عرق النساء‘‘ کا یہ علاج بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک عربی سیاہ دنبہ کی چکتی لے لی جائے، جوکہ نہ زیادہ بڑا ہو،اورنہ چھوٹا ہو،جس کے تین حصے کرکے،اسے پگھلالیا جائے، پھرروزانہ ایک حصہ پی لیاجائے(مسنداحمد)

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :نَعَتَ مِنْ عِرْقِ النَّسَاء، أَنْ تُؤْخَذَ أَلْيَةُ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

كَبْشٍ عَرَبِيٍّ، لَيْسَتْ بِصَغِيرَةٍ، وَلَا عَظِيمَةٍ، فَتُذَابَ ثُمَّ تُجَزَّأَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، فَيُشْرَبَ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى رِيقِ النَّفْسِ جُزْءٌ (مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۷۴۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عرق النسا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عربی دنبہ کی چکتی لے لی جائے، جو نہ زیادہ چھوٹی ہو، اور نہ زیادہ بڑی ہو، پھر اس کو پگھلا لیا جائے، پھر اس کے تین حصے کر لیے جائیں، پھر ہر دن نہار منہ ایک حصہ پی لیا جائے (مسند احمد)

اور مستدرک حاکم کی ایک روایت میں اس حدیث کے ایک راوی ''ابنِ سیرین'' کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں سے اس علاج کا ذکر کیا، جو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اس مسنون علاج کی برکت سے صحت یاب ہو گئے (ملاحظہ ہو: مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۱۵۳)

عربی دنبہ سے مراد چکتی دار دنبہ ہے، خواہ دوسرے علاقہ کا ہو، تاہم عربی نسل کا ہونا زیادہ موزون ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَرْقِي مِنْ عِرْقِ النَّسَا يَقُولُ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَ كُلِّ شَيْءٍ وَخَالِقَ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَخَلَقْتَ النَّسَا فَلَا تُسَلِّطْنِي عَلَيْهِ وَلَا تُسَلِّطْهُ عَلَيَّ يَا رَبِّ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي وَلَا شَافِيَ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا أَنْتَ" (الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحديث ۶۰۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عرق النسا کا اس دعاء سے علاج کیا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَ كُلِّ شَيْءٍ وَخَالِقَ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَخَلَقْتَ النَّسَا فَلَا تُسَلِّطْنِي عَلَيْهِ وَلَا تُسَلِّطْهُ عَلَيَّ يَا رَبِّ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي وَلَا شَافِيَ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا أَنْتَ"

''اے اللہ! ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے معبود اور ہر چیز کے مالک اور ہر چیز کے خالق، تو نے مجھے پیدا کیا اور ''نسا'' (کے مرض) کو پیدا کیا، اور مجھے اس (نسا) پر مسلط نہ کیجئے، اور نہ اسے مجھ پر مسلط کیجئے، اے میرے رب! شفا عطا فرما دیجئے، تو ہی شفا دینے والا ہے، اور ابراہیم کو شفا دینے والا بھی تو ہی ہے (طبرانی)

اطبائے کرام نے بھی عرق النسا کے درد کے مختلف نسخے تجویز کئے ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۱)......عرق النسا کے درد میں حجامہ یا سینگی Cupping Therapy کا عمل انتہائی مفید ثابت ہوتا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ہماری تالیف ''حجامہ یا سینگی کے فوائد واحکام'' صفحہ۱۹، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۱۲۰، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

(۲)......ایک چمگادڑ کو ایک پاؤ تل کے تیل میں اتنا پکایا جائے کہ چمگادڑ جل جائے، پھر اس تیل کو چھان کر رکھ لیں۔ اسے نیم گرم کر کے گنٹھیا، عرق النسا اور دوسرے اعصابی دردوں میں مالش کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

(۳)......مہندی کی تازہ پتیاں ایک پاؤ لے کر ایک پاؤ پانی میں اتنا جوش دیں کہ نصف پانی باقی رہ جائے، پھر اسے چھان کر تل کا تیل ایک پاؤ ملا کر آگ پر اتنی دیر پکائیں کہ پانی کا حصہ جل کر صرف تیل باقی رہے۔ عرق النسا اور گنٹھیا میں اس تیل کی مالش مفید ہے۔

(۴)......کرونده کے پتے نو ماشہ، شہد کا پانی پانچ تولہ کے ساتھ روزانہ صبح وشام استعمال کریں، چند روز کے استعمال سے مرض جاتا رہتا ہے، شہد کا پانی کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک چھٹانک شہد میں ایک پاؤ پانی ملا کر جوش دیں، جب ایک تہائی پانی جل جائے تو آگ سے اتار لیں۔

(۵)...... چاند کے مہینوں کی آخری تاریخوں میں یعنی جبکہ مہینہ کے پورے ہونے میں تقریباً تین دن باقی ہوں تو بچھو کو پکڑ کر کسی شیشی یا بوتل میں ڈالیں اور اس کے اوپر روغن زیتون کا یا تل کا تیل دو تولہ گیارہ ماشہ فی بچھو کے حساب سے ڈالیں پھر بوتل یا شیشی کا منہ بند کر کے چند روز دھوپ میں رکھیں یہاں تک کہ بچھو کا تمام اثر روغن میں آجائے اس روغن کو درد کے مقام پر مالش کرنا عرق النسا کے درد میں عجیب الاثر ہے۔

پرہیز: ٹھنڈی اور تر چیزوں سے جن سے کہ ریاح اور بلغم زیادہ پیدا ہو، پرہیز کرنا لازم ہے، چاول، دودھ، دہی، کدو، بھنڈی، خربوزہ، تربوز، پالک وغیرہ اور ترش اشیاء آڑو، کمبرگ، نارنگی وغیرہ مضر ہوتی ہیں، برف کا ٹھنڈا پانی پینے سے اور سرد پانی سے غسل کرنے سے بھی پرہیز رکھنا چاہئے۔

غذا: بکری کا شوربہ، چپاتی، مرغ کا بھنا ہوا گوشت، مونگ یا ارہر کی دال، انڈوں کی زردی وغیرہ حسبِ عادت دیں۔

نوٹ: اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہو، تو کسی ماہر جراح سے رگ عرق النسا کو تلاش کرا کے داغ دیں، اور یہ عموماً مفید ثابت ہوتا ہے (حاذق، صفحہ ۵۴۰، مصنفہ: حکیم اجمل خان صاحب مرحوم، مطبوعہ: مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......۱۹/۲۶/ رمضان، ۴/۱۱/۱۸/شوال کو متعلقہ مساجد میں جمعہ کے وعظ ومسائل کی نشستیں حسبِ معمول ہوئیں۔

□......۲۱/۲۸/ رمضان، ۱۳/۲۰/شوال، بروز اتوار، مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجالس حسبِ معمول ادارہ میں ہوئیں۔

□......انیسویں رمضان، جمعہ کی شب کو حضرت مدیر صاحب کا تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر خانقاہ اختریہ، اسلام آباد میں بعد عشاء بیان ہوا۔

□......بیسویں رمضان، ہفتہ کی شب کو حضرت مدیر صاحب کا ادارہ غفران میں قاری حبیب اللہ صاحب، مولانا طارق محمود صاحب، حافظ محمد عفان صاحب اور بندہ امجد کے تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر بیان ہوا۔

□......بائیسویں رمضان، پیر کی شب میں مسجد امیر معاویہ، کوہاٹی بازار میں تراویح میں ختمِ قرآن ہوا، اس موقع پر حضرت مدیر صاحب کے بیان کے ساتھ بندہ امجد کا بھی بیان ہوا، اور مفتی محمد یونس صاحب نے دعاء فرمائی۔

□......تیئسویں رمضان، منگل کی شب میں حضرت مدیر صاحب کا مسجد باب الاسلام (محلّہ نیاریاں، راولپنڈی) میں تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر بیان ہوا۔

□......تیئسویں رمضان، منگل کی شب میں، مسجد بلال، صادق آباد میں (مفتی محمد یونس صاحب کے ہاں) حافظ شہباز صاحب کے تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر مفتی محمد یونس صاحب کا بیان ہوا۔

□...... چوبیسویں رمضان، بدھ کی شب میں ادارہ غفران کی مسجد میں حافظ محمد ریحان صاحب کے تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر حضرت مدیر صاحب کا بیان ہوا۔

□...... پچیسویں رمضان، جمعرات کی شب میں حضرت مدیر صاحب کا مسجد پیر فقیر (محلّہ بنی، راولپنڈی) میں تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر بیان ہوا۔

□...... پچیسویں رمضان، جمعرات کی شب میں حافظ محمد شعیب صاحب (متعلم ادارہ غفران) کا محمدی مسجد، آفندی کالونی میں تراویح میں تکمیلِ قرآن ہوا، اسی شب شفا آئی ہسپتال کی مسجد میں جناب فیصل صاحب کے برخوردار کا تراویح میں تکمیلِ قرآن ہوا، بندہ امجد کا اس موقع پر بیان ہوا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

☐......۲۴/ رمضان، بدھ کے دن صبح دس بجے، حضرت مدیر صاحب خبیب فاؤنڈیشن کالج وسکول، ہری پور میں بیان کے لئے تشریف لے گئے، عصر کے وقت واپسی ہوئی۔

☐......چھبیسویں رمضان، جمعہ کی شب میں، مسجد نسیم (مری روڈ) میں مولانا محمد ناصر صاحب کے تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر حضرت مدیر صاحب کا بیان ہوا۔

☐......ستائیسویں رمضان، ہفتہ کی شب میں حضرت مدیر صاحب کا مسجد حنفیہ (مری روڈ، نز دکمیٹی چوک) میں تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر بیان ہوا۔

☐......ستائیسویں رمضان، ہفتہ کی شب میں حافظ محمد فرحان صاحب (ابن جناب حکیم محمد فیضان صاحب) کا مسجد عثمان (ائرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی) میں تراویح میں تکمیلِ قرآن ہوا۔

☐......اٹھائیسویں رمضان، اتوار کی شب میں حضرت مدیر صاحب کا عبداللہ مسجد (ڈھوک کھبہ، راولپنڈی) میں جناب عمران رشید صاحب کی دعوت پر تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر بیان ہوا۔

☐......۲۹/ رمضان سے ۱۱/ شوال بروز جمعہ تک، ادارہ غفران میں عید الفطر کی تعطیلات رہیں۔

☐......یکم شوال، منگل، کو عید الفطر کی نماز امیر معاویہ مسجد (کوہاٹی بازار) میں حضرت مدیر صاحب نے اور بلال مسجد (صادق آباد) میں مفتی محمد یونس صاحب نے صبح آٹھ بجے ادا کی، مسجد غفران میں ساڑھے سات بجے مولانا محمد ناصر صاحب نے ادا کی۔

☐......یکم شوال، منگل، عید الفطر کے دن، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ، والدہ صاحبہ، مولانا محمد ناصر صاحب اور جناب فرقان خان وعدنان خان صاحبان، کی جناب حکیم محمد فیضان صاحب کے گھر رات کے کھانے پر دعوت تھی۔

☐......۷/ شوال، پیر، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ، کوہاٹی بازار سے ادارہ غفران کے سامنے کی رہائش گاہ میں منتقل ہوگئے، اور سامان کی منتقلی کا عمل بالتدریج چند دنوں میں مکمل ہوا۔

☐......۸/ شوال، منگل کے دن، قبل عصر حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ اور مولانا محمد ناصر مری کے سفر پر بغرضِ تفریح روانہ ہوئے، رات لوئر مال مری میں جناب عبدالوحید صاحب کی رہائش گاہ میں قیام رہا۔

☐......۹/ شوال، بدھ، حضرت مدیر صاحب واہلِ خانہ کا رات کو مفتی خالد حسین صاحب زیدہ مجدہٗ (خطیب مرکزی جامع مسجد، مری) کے دولت کدہ پر قیام رہا، بدھ کے دن نمازِ ظہر بھوربن کے قریب روات گاؤں میں مسجد سعید شمیری میں ادا کی، جہاں مولانا عبدالحمید تونسوی صاحب کی طرف سے ضیافت کا اہتمام بھی تھا۔

Idara Ghufran

□......۱۰/شوال، جمعرات، قبل مغرب حضرت مدیر صاحب کی مری کے سفر سے واپسی ہوئی۔

□......۱۲/شوال، ہفتہ، ادارہ میں تعطیلات ختم ہوکر معمولات کا آغاز ہوا، اور تعلیمی شعبہ میں قدیم داخلوں کی تجدید اور ۱۵/شوال سے حسبِ گنجائش نئے داخلے شروع ہوئے، جو ہفتہ بھر جاری رہے، تعلیماتِ دین بنات وبنین کے شعبہ میں بھی داخلے ہوئے۔

□......۲۰/شوال، اتوار، بعد ظہر ادارہ غفران کا سالانہ شورائی اجلاس ہوا، جس میں اراکینِ شوریٰ شریک ہوئے، فیصل آباد سے مولانا مفتی محمد زاہد صاحب (شیخ الحدیث ونائب مہتمم: جامعہ امدادیہ، فیصل آباد) تشریف لائے تھے، اجلاس میں گزشتہ مالی وتعلیمی سال کے مالیاتی گوشوارے، علمی وتعلیمی تمام شعبوں کی کارگزاری پیش کی گئی، اور سب امور کا جائزہ لیا گیا، اور تجاویز ومشورے سامنے آئے، جن کو نئے سال کے نظم وانتظام میں ملحوظ رکھا جائے گا، پانچ بجے، عصر کو اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

□......۲۲/شوال، منگل، مغرب سے پہلے مولانا صدیق اراکانی صاحب (استاد: جامعہ احتشامیہ، کراچی، ومدیر: ماہنامہ حق نوائے احتشام، کراچی) ادارہ غفران تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، عشاء سے پہلے واپس تشریف لے گئے۔

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُم بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔
فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی، فون: 0333-5187568

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 14 / جولائی / 2014ء، بمطابق 15 / رمضان المبارک / 1435ھ: باغ سے راولپنڈی آنے والی کوچ کھائی میں جاگری، 4 خواتین سمیت 12 جاں بحق ✍ 15 / جولائی: پاکستان: لوڈشیڈنگ پر معافی مانگتا ہوں، اپنی ناکامیوں کو تسلیم کرتے ہیں، نماز پڑھیں اور بارانِ رحمت کے لئے دعاء کریں، وزیر بجلی ✍ 16 / جولائی: پاکستان: پنجاب 30 جنوری، سندھ 18 جنوری کو بلدیاتی الیکشن کا اعلان ✍ 17 / جولائی: دنیا کی پانچ ابھرتی ہوئی طاقتوں کی تنظیم برکس (Brics) کا آئی ایم ایف کے متبادل بینک قائم کرنے کا اعلان ✍ 18 / جولائی: ملائیشیا کا طیارہ یوکرین میں گر کر تباہ، 295 مسافر ہلاک ✍ 19 / جولائی: پاکستان: جمرود پشاور: سیکورٹی فورسز پر حملے، 12 اہل کاروں سمیت 13 جاں بحق ✍ 20 / جولائی: پاکستان: فوج کا میران شاہ کے بعد بویا اور دیگان پر بھی کنٹرول ✍ 21 / جولائی / 2014: غزہ پر وحشیانہ صیہونی حملوں کے خلاف دنیا بھر میں مظاہرے ✍ 22 / جولائی: پاکستان: سپریم کورٹ نے حج پالیسی 2014 کو بحال کردیا ✍ 23 / جولائی: افغانستان: کابل ایئرپورٹ کے باہر خودکش حملہ، حکومت کے 3 غیر ملکی مشیر ہلاک ✍ 24 / جولائی: پاکستان: تعلقات میں تعطل ختم، پاک بھارت سیکرٹری خارجہ مذاکرات 25 اگست کو طے ✍ 25 / جولائی: پنڈی بورڈ، میٹرک میں تینوں پوزیشنیں طالبات لے گئیں، نتائج کا باضابطہ اعلان آج ہوگا ✍ 26 / جولائی: پاکستان: اسلام آباد کی سیکورٹی تین ماہ کے لئے فوج کے سپرد ✍ 27 / جولائی: بھارت، مسلمان، سکھوں میں تصادم، 3 افراد مارے گئے ✍ 28 / جولائی: مسجدِ نبوی سے خطبہ عید پہلی مرتبہ اردو سمیت چار زبانوں میں نشر ہوگا ✍ 29 / جولائی: پاکستان: ڈیرہ بگٹی: مسلح افراد نے گیس پائپ لائن کو دھماکے سے اڑادیا ✍ 30 / جولائی: ✍ 31 / جولائی: (تعطیلِ اخبارات) ✍ 1 / اگست: پاکستان: کراچی: سمندر 27 افراد کو نگل گیا، 13 لاپتہ، دریاؤں میں نہاتے ہوئے 27 ہلاک ✍ 2 / اگست: پاکستان: اسلام آباد میں آرٹیکل 245 نافذ، 350 جوان سیکورٹی کے عمل میں شریک ✍ 3 / اگست: افغانستان: امیدواروں کے اعتراضات: افغان صدارتی الیکشن کے ووٹوں کی جانچ پڑتال کا عمل ایک بار پھر ملتوی ✍ 4 / اگست: پاکستان: سی این جی پیر اور جمعرات کو 24 گھنٹے ملا کرے گی، صنعتوں کے لئے گیس 2 دن کے لئے بحال ✍ 5 / اگست: پاکستان: لیبیا کشیدگی، پاکستانیوں کی براستہ تیونس، واپسی کا فیصلہ ✍ 6 / اگست: افغانستان: کابل مسلح شخص کی فائرنگ، امریکی جنرل ہلاک، جرمن جنرل زخمی ✍ 7 / اگست: پاکستان: قادری پر

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دہشت گردی کا مقدمہ، گھر کے راستے سیل ☜ 8/اگست: پاکستان: چین 14 بجلی گھر تعمیر کرنے میں مدد کرے گا، 10400 میگاواٹ بجلی پیدا ہوگی ☜ 9/اگست: پاکستان: پاکستان میں مناسب سکوپ نہ ہونے پر سکالرشپ پر باہر جانے والے 280 طلبہ کا واپسی سے انکار ☜ 10/اگست: دیر بالا، سرحد پار سے حملہ، امن لشکر کے 4 رضا کار جاں بحق ☜ 11/اگست: ترکی: طیب اردوان 52 فیصد ووٹ لے کر، ترکی کے نئے صدر منتخب ☜ 12/اگست: پاکستان: سڑکوں کی بندش کے باعث، اشیاء خوردونوش کی قیمتوں میں اضافہ ☜ 13/اگست: پاکستان: دھاندلی کی تحقیقات سپریم کورٹ کا کمیشن کرے گا، وزیراعظم ☜ 14/اگست: پاکستان: 68 یومِ آزادی آج قومی جوش وخروش سے منایا جائے گا، یومِ آزادی پر قیدیوں کی سزا میں کمی کا اعلان ☜ 15/اگست: پاکستان: عمران اور طاہر القادری کے مطالبات غیر آئینی ہیں، لاہور ہائیکورٹ ☜ 16/اگست: پاکستان: کوئٹہ سمنگلی اور خالد ایئر بیسز، فورسز نے کلیئر کروالئے، 11 حملہ آور ہلاک، 14 اہلکار زخمی ہوئے ☜ 17/اگست: پاکستان: پشاور: بارش سے ہلاکتیں 18 ہوگئیں، 16 افراد سپردِ خاک ☜ 18/اگست: پاکستان: عمران، قادری سے مذاکرات، 2 حکومتی کمیٹیاں بنانے کا اعلان ☜ 19/اگست: ایران میں 6.2 شدت کا زلزلہ، 250 افراد زخمی، کئی عمارتوں کو نقصان پہنچا ☜ 20/اگست: پاکستان: آزادی اور انقلاب مارچ ریڈزون میں داخل، پارلیمنٹ کے باہر دھرنا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530